ایک غیر مطبوعہ قلمی دستاویز

صابر تھاریانی کے گجراتی قطعات

جوش ملیح آبادی

کا منظوم اردو ترجمہ

تحقیق و تدوین

ڈاکٹر ہلال نقوی

الفاظ فاؤنڈیشن، کراچی

ایک غیر مطبوعہ قلمی دستاویز

صابر تھاریانی کے گجراتی قطعات

جوش ملیح آبادی
کا منظوم اردو ترجمہ

تحقیق و تدوین

ڈاکٹر ہلال نقوی

الفاظ فاؤنڈیشن، کراچی

پہلا ایڈیشن

۲۰۱۳ء

کمپوزنگ: ادارہ سخنور کراچی

قیمت: ۲۰۰ روپے......10 امریکی ڈالر

Alfaz Foundation Karachi

B-116/A Amroha society Sector 37-A, Scheme 33,
Gulzar-e-Higri Karachi-75290
E.Mail: alfazfoundation. dhn@ gmail.com
Phone: 021-34430588 Cell: 0346-2731947



انتساب

جوش میموریل کمیٹی، اسلام آباد کی صدر،
جوش ملیح آبادی کی پوتی .... تبسم اخلاق

اور

جوش ادبی فاؤنڈیشن، اسلام آباد کے صدر،
جوش ملیح آبادی کے نواسے...... فرخ جمال ملیح آبادی کے نام

اس امید کے ساتھ
کہ جوش صاحب کے غیر مطبوعہ ادبی اثاثے کے تحفظ و فروغ
کے لیے یہ اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے



جوش ملیح آبادی سے متعلق
ڈاکٹر ہلال نقوی کی مطبوعات

جوش ملیح آبادی کی نادر و غیر مطبوعہ تحریریں	۱۹۹۳ء	حیات اکیڈمی کراچی
عرفانیاتِ جوش	۱۹۹۳ء	ادارہ احیاءِ تراثِ اسلامی، کراچی
جوش ملیح آبادی شخصیت و فن	۲۰۰۷ء	اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد
جوش کے انقلابی مرثیے	۲۰۱۰ء	توحید اسلامک سینٹر، ناروے
اوراقِ جوش	۲۰۱۰ء	اظہار سنز لاہور
عرفانیاتِ جوش (اضافوں کے ساتھ)	۲۰۱۱ء	ادارہ احیاءِ تراثِ اسلامی، کراچی
یادوں کی برات کا قلمی نسخہ	۲۰۱۳ء	جوش لٹریری سوسائٹی، کینیڈا
صابر تھاریانی کے گجراتی قطعات		
منظوم ترجمہ جوش ملیح آبادی	۲۰۱۳ء	الفاظ فاؤنڈیشن، کراچی

زیرِ طبع

جوش ملیح آبادی، ایک اجمالی مطالعہ	اظہار سنز لاہور
روحِ اقبال پر جوش کے حواشی	ادارہ احیاءِ تراثِ اسلامی، کراچی
جوش ملیح آبادی کے انٹرویوز	اظہار سنز لاہور
جوش شناسی کا یادوں کی برات نمبر	الفاظ فاؤنڈیشن، کراچی

زیرِ ترتیب

کلیاتِ جوش ـــ جوش ملیح آبادی کی تنقیدی تحریریں ـــ جوش کے تعزیت نامے ـــ اشاریہ جوش ـــ جوش کی نظم ذاکر سے خطاب ـــ یادوں کی برات (جدید ایڈیشن) ـــ وہ غریب جوش تو مر گیا ـــ یادوں کی برات، اختلاف و اعتراف ـــ



مقدمہ

میر وسودا سے لے کر ہمارے دور تک ، اردو کے جن عظیم و اہم ترین شعراء کی شعری تخلیقات ونثری تحریریں انتہائی بے دردی سے بکھری ہوئی ہیں اُن میں اگر صرف ایک ہی نام لینا مقصود ہو تو میں بغیر کسی توقف کے جوش ملیح آبادی کا نام لوں گا، میر، سودا، غالب، انیس، اقبال اور پھر فراق، مجاز، فیض، جمیل مظہری، حفیظ جالندھری، علی سردار جعفری، ن م راشد، احمد ندیم قاسمی اور احسان دانش ان تمام شعراء کی شاعری اور دوسری تحریریں بھی تقریباً یکجا کی جا چکی ہیں ____ صرف ایک جوش ملیح آبادی ہی ہیں جن کے تمام تر ادبی اثاثے کو اب تک یکجا نہیں کیا جاسکا، انہوں نے معاصرین کے مقابلے میں یقیناً بہت لکھا ہے، غزل، نظم، رُباعیات، مرثیے، مدحیہ شاعری، دیباچے، تقاریظ، کالم نگاری، مقالات، تنقیدی مضامین، خودنوشت، خطوط، یہ سب کچھ ان کے یہاں بہت کثرت سے موجود ہے، لیکن کیا کثیر التصانیف ہونا ہی اس بات کا سبب ہے کہ انہیں یکجا نہیں کیا جاسکا۔ یقیناً یہ ایک پہلو تو ہوسکتا ہے کہ انہیں سمیٹنا قدرے مشکل تھا، یا ہے لیکن اس انتشار کا جو سب سے بڑا سبب ہے وہ یہ ہے کہ اُن پر سنجیدگی سے کام کیا ہی نہیں گیا۔

اس زاویے سے اگر بحث چھڑ گئی تو بات بہت دور تک چلی جائے گی جبکہ صابر تھاریانی اور جوش ملیح آبادی کے حوالے سے پیش نظر کتاب کے تحقیقی موضوع سے ہٹنا اس وقت درست نہیں ہوگا۔ مختصراً یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ جوش صاحب کے بارے میں اردو کے متعدد ادیبوں اور نقادوں نے اپنی ادبی انرجی، ان کی زندگی اور شخصیت میں دراڑیں ڈالنے پر خرچ کی۔ دو چار قلم کاروں کے علاوہ کسی نے ان کے شعری ہنر، تخلیقی عظمت اور ان کے علمی وادبی کاموں پر اُس طرح توجہ نہیں کی جو ان کا حق تھا، ان سے تخلیقی وادبی اُنس رکھنے والوں کا یہ ملال اپنی جگہ پر کہ ان کی مطبوعات دستیاب نہیں ہوتیں لیکن ان کے قارئین کے اس اضطراب اور رنج کا بھی بظاہر کوئی مداوا نظر نہیں آتا کہ جوش صاحب کا غیر مطبوعہ ادبی اثاثہ کہیں برباد اور ضائع نہ ہو جائے۔

جوش صاحب کی گمشدہ و منتشر تحریروں کی تلاش کے لیے اور پُر پیچ سفر پر نکلے تو ایسے ایسے نوادرات کا پتہ

چلتا ہے کہ تعجب بھی ہوتا ہے اور ایک ادبی مسرت بھی! میں نے اپنے مختلف مضامین اور متعدد تحریروں میں جوش صاحب کے اس گمنام اثاثے کے احوال و آثار کا ذکر کیا ہے ☆۔ انہی میں سے ایک اس قلمی مسودے پر مشتمل یہ کتاب بھی ہے، جس میں گجراتی زبان کے شاعر صابر تھاریانی کے گجراتی قطعات کا، جوش ملیح آبادی کا کیا ہوا، انتہائی نایاب منظوم اردو ترجمہ انہی کی تحریر میں موجود ہے ___ کراچی میں مقیم گجراتی زبان کے بزرگ شاعر صابر تھاریانی کے گجراتی قطعات کا مجموعہ پہلے پہل، تقریباً نصف صدی پہلے اسی شہر سے شائع ہوا تھا پھر کچھ عرصے بعد یہ مجموعہ 'صابر کے موتی' کے نام سے اردو میں شائع ہوا۔ منظوم ترجمہ جوش صاحب کا کیا ہوا تھا۔ اس اردو مجموعے کی اشاعت کو بھی چھیالیس برس گزر گئے۔ ۱۹۶۷ء میں جب یہ مجموعہ شائع ہوا تو صابر تھاریانی نے کچھ اردو زبان و ادب کے شائقین میں، جبکہ بیشتر گجراتی بولنے والوں میں اسے تقسیم کیا کچھ کتابیں کراچی سے باہر بھی پہنچیں پھر یہ مجموعہ قطعی نایاب ہو گیا۔ جوش صاحب کے منظوم تراجم کے ذیل میں اس کی ادبی اہمیت اس لیے قائم ہوتی ہے کہ اس کا ہر شعر اور ہر مصرع انتساب سے لے کر آخری حصے تک جوش صاحب ہی کے قلم سے ہو کر گزرا ہے ___ اس پر تفصیلی گفتگو ذرا بعد میں کی جائے گی پہلے کچھ تذکرہ صابر تھاریانی کا ضروری ہے تا کہ قارئین یہ سمجھ سکیں کے صابر تھاریانی کون تھے ___ ؟ اور ان کا جوش صاحب سے کیا تعلق تھا ___ ؟

صابر تھاریانی بیسویں صدی کے عشرۂ اوّل میں بمبئی میں پیدا ہوئے نام ان کا عبدالحسین تھا، انہوں نے نوعمری ہی سے گجراتی، پھر انگریزی اور رفتہ رفتہ اردو میں بھی شعر کہنے شروع کیے، پڑھے لکھے گھرانے کے فرد تھے۔ ان کے دادا پروفیسر تھاریانی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مسلمانانِ ہند میں وہ دوسرے ایم اے تھے، فارسی زبان سے انہیں گہرا شغف تھا اور وہ اس ادبیات کے استاد بھی تھے۔ صحافی بھی تھے، جس کے اثرات ان کے پوتے تک پہنچے۔ سید نائب حسین نے صحافت میں صابر تھاریانی کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ:

> '___ صابر صاحب نے اپنے زمانۂ تعلیم ہی سے زندگی کی جدوجہد میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا جو زیادہ تر فکر اور قلم پر مبنی ہوتا تھا۔ آپ کے پاس اتنا سرمایہ تو نہ تھا کہ ماہنامہ یا ہفتہ وار جریدہ شائع کرتے، مگر ایک قلمی ویکلی مرتب کر کے اپنی قومی لائبریری کو دے دیتے تھے جو بڑے شوق سے پڑھا جاتا تھا اور اس میں پیش کی ہوئی تجویزوں سے عوام خاطر خواہ مستفیض ہوتے تھے۔ یہ قانونِ فطرت ہے کہ قدرت کسی کی سعیٔ پیہم کو جو نیک ارادوں پر مبنی ہو رائیگاں نہیں جانے دیتی۔

☆ ___ اپنی تازہ کتاب 'یادوں کی برات کا قلمی نسخہ اور اس کے غیر مطبوعہ و گمشدہ اوراق ایک تحقیقی دریافت' کے مقدمے میں جوش صاحب کے منتشر ادبی اثاثے کا راقم السطور نے بالتفصیل تذکرہ کیا ہے۔

چنانچہ رفتہ رفتہ وہ دن آیا کہ آپ نے 'مسلم آواز' کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار نکالا جسے توقعات سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ کچھ دن کے بعد ایسے وسائل بہم پہنچے کہ آپ نے تین زبانوں (اردو، انگریزی اور گجراتی) میں روزنامہ 'آواز' کی اشاعت شروع کر دی جس کے بعد آپ کی صحافت کی 'بمبئی' اور مضافات میں دھوم مچ گئی۔ حسنِ اتفاق سے اسی زمانے میں قائد اعظم نے اتحادِ مسلمین کا نعرہ بلند کیا اور اس مقصد کی ترویج کے لیے اس نظریے کے معتقدین نے ایک اخبار کی اشاعت کا منصوبہ بنایا۔ کئی لاکھ کے سرمائے سے اخبار نکالنے کی اسکیم مرتب کی گئی اور قائد اعظم نے 'بمبئی' کے ہزار ہا مسلمانوں کے مجمع میں، جو مختلف فرقوں کے فرزندانِ توحید پر مشتمل تھا، عبدالحسین صاحب صابر تھاریانی کو اس کی ادارت کے لیے منتخب فرمایا۔ یہ روزنامہ گجراتی زبان میں 'وطن' کے نام سے بڑی آب و تاب کے ساتھ منظرِ عام پر آیا اور نہایت کامیابی اور قبولِ عام کے ساتھ قائد اعظم کی سرپرستی میں قوم و ملت کی خدمت انجام دیتا رہا۔____' ☆

یہ اقتباس صابر تھاریانی کی بنیادی شخصیت کی تصویر پیش کر دیتا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد 'بمبئی' سے ہجرت کر کے جو گجراتی گھرانے کراچی آ کر آباد ہوئے اُن میں صابر تھاریانی کا خاندان بھی تھا۔ اس شہر میں دو حوالوں سے وہ جانے پہچانے گئے۔ ایک تو ان وہ ہنرمندی تھی جو انہیں عمارت ساز ہونے کے سبب حاصل تھی۔ وہ ایک بڑے آرکیٹکٹ تھے۔ اگرچہ گجراتی شاعری میں انہیں ایک ایسا درجہ حاصل تھا کہ گجراتی زبان و صحافت کی ممتاز شخصیت فخر ماتری نے انہیں گجراتی شاعری کا امام کہا ہے لیکن کراچی میں اردو کے فروغ اور یہاں منعقدہ شعری نشستوں نے انہیں اردو شاعری سے بھی بہت قریب کیا۔ اردو لغت نویسی اور رثائی شاعری کی انتہائی ممتاز شخصیت نسیم امروہوی کے سامنے انہوں نے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ۱ ☆

یہ ۶۵/۱۹۶۴ء کا زمانہ تھا جب جوش ملیح آبادی نے کراچی کے نوآباد علاقے فیڈرل بی ایریا کے بلاک ۵

☆ ____ پیش گفت، دیوان صابر، بمن زاد پبلی کیشن، کراچی، ۱۹۷۱ء ص: ۵

☆ ۱ ____ پاکستان میں نسیم امروہوی کی زیادہ شہرت بحیثیت مرثیہ نگار قائم ہوئی لیکن وہ رثائی شاعری کے علاوہ اردو زبان و لسانیات کی بھی اہم شخصیت تھے۔ ان کی مرتبہ لغت 'نسیم اللغات' کو فرہنگ نگاری و لغت سازی کی تاریخ میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا کہ صابر تھاریانی نے ان سے اردو زبان و بیان کا ایک طرح سے درس بھی لیا۔ ان کی غزلوں کا مجموعہ 'دیوان صابر' (۱۹۷۱ء) اور ان کی مذہبی شاعری کی بیاض 'گلدستۂ عقیدت' (۱۹۷۰ء) نسیم امروہوی کی اصلاح سے آراستہ ہے۔ نسیم امروہوی کی ادبی خدمات پر مشتمل کتاب 'عرفانِ نسیم' (۱۹۷۴ء) میں راقم الحروف کا مضمون 'نسیم امروہوی کے تلامذہ' شامل ہے جس میں صابر تھاریانی کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

میں ایک ہزار گز پر مشتمل اپنے پلاٹ ۱۳۸۔ ڈی پر گھر کی تعمیر کا ارادہ کیا۔ منور عباس ایڈووکیٹ اور نسیم امروہوی نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اس سلسلے میں صابر تھاریانی سے رجوع کریں۔ کراچی کے معروف وکیل منور عباس جوش صاحب کے قریبی حلقۂ احباب میں تھے جبکہ نسیم امروہوی ترقی اردو بورڈ کی سب سے بڑی لغت کی تشکیل وتہذیب کے سفر میں جوش صاحب کے ہم رکاب تھے۔ منور عباس صاحب نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ جب صابر تھاریانی جوش صاحب سے ملے تو جوش صاحب انہیں پہچان گئے کہ بمبئی میں صابر صاحب سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں تھیں ـــــ صابر تھاریانی نے بہت توجہ اور لگن سے جوش صاحب کے مکان کی تعمیر اور صورت گری میں بے لوث کردار ادا کیا جس سے جوش صاحب بھی بہت متاثر ہوئے اور ان کے دل میں صابر تھاریانی کے لیے اخلاص و مروّت کا جذبہ اُجاگر ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ یادوں کی برات کے ایک باب، میرے پاکستانی دوست' میں، انہوں نے صابر تھاریانی کا تذکرہ بہت محبت اور سادہ دلی کے ساتھ کیا ـــــ ☆

'ـــــ وہ عظیم عمارت گر (آرکی ٹکٹ) اور صوفی مزاج شاعر ہیں۔ ان کے دماغ میں ہزاروں تاج محل کسمساتے اور سربہ فلک عمارتوں میں تبدیل ہو کر اُن کی خلاقی کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔ میرے مکان "بیت الشرف" کا نقشا بھی انھوں نے ہی بنایا تھا، اگر میرا خطرناک ٹھیکہ دار جس کا نام اکرم ہے، اس کی صورت نہ بگاڑ دیتا تو آج میرا مکان دیکھنے کے قابل ہوتا۔ اُن کی مادری زبان گجراتی ہے، لیکن، گجراتی کی طرح، وہ اردو میں بھی، شعر کہتے ہیں، اُن کی شاعری انسان دوستی سے بھری ہوئی ہے۔ میں نے اُن کے چند گجراتی قطعات کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، جو "صابر کے موتی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے، وہ میرے پرانے، بمبئی کے زمانے سے، دوست ہیں۔ ہمارے درمیان دوستی کی پائے داری، ایک عجیب چیز ہے۔ میں حدود شکن رند ہوں، وہ متقی اور عبرت ناک حد تک متقی ہیں۔ اور یہ نباہ اس بناء پر ہو رہا ہے کہ وہ محبت کی بناء پر میری رندی سے مصالحت کر چکے ہیں، اور میں، وسعتِ قلب کے باعث، اُن کے تقوے کو معاف کر چکا ہوں اور ہماری دوستی:

تم ، ظلم چھوڑ دیتے ، ہم ، ترک آہ کرتے
کچھ تم نباہ کرتے ، کچھ ہم نباہ کرتے

کے جادے پر قدم رکھتی چلی جا رہی ہے ـــــ '

☆ ـــــ راقم السطور کی کتاب یادوں کی برات کا قلمی نسخہ جسے حال ہی جوش لٹریری سوسائٹی، کینیڈا نے شائع کیا ہے اس میں وہ غیر مطبوعہ اوراق بھی پہلی مرتبہ شامل کیے گئے ہیں جو اب تک لاپتہ تھے انہی میں ایک باب 'میرے پاکستانی دوست' کا بھی ہے۔ جس میں دوسرے احباب کے ساتھ صابر تھاریانی پر بھی جوش صاحب نے لکھا ہے۔

جوش صاحب کے منظوم ترجمے کے ساتھ جب شعری مجموعہ 'صابر کے موتی' منظرِ عام پر آیا تو اس میں جوش صاحب کا لکھا ہوا
ایک تعارفی صفحہ بھی تھا۔ اس کے دو اقتباس میں یہاں نقل کر رہا ہوں۔

پہلا اقتباس:

'____ یہ ان کے قطعات کا مجموعہ ہے 'صابر کے موتی' کے نام سے۔ میں بدقسمتی سے گجراتی جانتا نہیں اس لیے میں نے صابر صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنے ہر قطعے کے نیچے اردو ترجمہ درج کرا کے میرے حوالے کر دیں۔ جب ترجمہ میرے سامنے آیا تو میری آنکھیں کھل گئیں میں تو ان کے متعلق صرف اس قدر جانتا تھا کہ وہ فنِ تعمیر کے بہت بڑے ماہر ہیں اب پتہ چلا کہ وہ نام خدا شاعر بھی ہیں، اور اچھے شاعر ہیں۔ یعنی اگر ایک طرف وہ شاہ جہاں کے مانند تاج محل تعمیر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو دوسری طرف کبیر داس کے مانند وہ اپنی شاعری کے ذریعے سے حبِ نوعِ انسان کا درس بھی دے سکتے ہیں ____'

دوسرا اقتباس:

'____ میں نے 'صابر کے موتی' کا اردو ترجمہ کیا اور کوشش کی ہے کہ صابر صاحب کے بنیادی خیالات میں کوئی فرق نہ آنے پائے البتہ زیبِ داستاں کے طور پر کہیں کہیں کچھ بیل بوٹے بڑھا دیے ہیں لیکن اصل کی معنویت پر آنچ نہیں آنے دی ہے ____'

راقم السطور کے ذخیرۂ نوادرات میں اس کا جو قلمی نسخہ محفوظ ہے ____ ☆ وہ اصل حقائق تک ہمیں لے جاتا ہے

☆ ____ صابر تھاریانی کے کئی شعری مسودات اور کچھ بیاضیں میں نے نسیم امروہوی صاحب کے پاس دیکھی تھیں۔ جس میں ان کی غزلیں بھی تھیں، مذہبی قطعات، قصائد اور مرثیے بھی تھے۔ وہ اکثر نسیم صاحب کے پاس آیا کرتے تھے، ان بیاضوں کو نکالتے اور اُن سے مشورۂ سخن کیا کرتے تھے۔ جو منظومات درست ہو جاتیں وہ صاف صاف دوبارہ نقل کر لیتے تھے۔ کبھی اصل مسودات لے جاتے تھے کبھی نسیم صاحب کی کتابوں کی الماری ہی میں وہ رکھے رہتے۔ اُن کی گجراتی شاعری کے بھی کئی اوراق انھی الماریوں میں نظر آتے ____ صابر تھاریانی بہت متین، بردبار اور سنجیدہ طبیعت رکھتے تھے۔ اہلِ علم کی قدردانی میں ان کا سلوک لائقِ تحسین تھا وہ اگرچہ عمر میں نسیم صاحب سے ایک دو سال بڑے ہی تھے لیکن اپنے استاد کا احترام ہمیشہ ان کے پیشِ نظر رہتا ____ قلمی مسودات کے بارے میں میرے تحقیقی انہماک اور ذوقِ تلاش و جستجو کو دیکھتے ہوئے نسیم امروہوی صاحب نے ۱۹۷۴ء میں صابر تھاریانی کی یہ قلمی بیاض مجھے عطا کی تھی جس میں جوش صاحب کے کیے ہوئے منظوم ترجمے شامل تھے۔ 'صابر کے موتی' کی اشاعت کے بعد یہ اصل قلمی مسودہ صابر صاحب نسیم صاحب کی کتابوں کی الماری میں رکھ گئے تھے۔ اس کی جلد کھلی ہوئی تھی اور اس قلمی بیاض کے چند ابتدائی صفحات ضائع ہو گئے تھے، یا وہ کتابت کے وقت کاتب کے پاس رہ گئے تھے۔

'صابر کے موتی' میں کیوں کہ گجراتی حصہ شامل نہیں کیا گیا تھا اس لیے صرف اردو حصے کو دیکھ کر یہ جاننا مشکل تھا کہ جوش صاحب نے زیبِ داستاں کے لیے جو بیل بوٹے بڑھائے ہیں اُن کی شعری نوعیت کیا ہے اور ان اضافوں کی ادبی قدر کا تعین کیوں کر کیا جائے۔ لیکن اصل مسودے سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ گجراتی اشعار کے ساتھ صابر تھاریانی نے اردو میں جوش صاحب کے لیے اس کا کچھ مربوط اور کچھ بے ربط ترجمہ ہر صفحے پر کیا (یا کسی سے کرایا) اور پھر اسی صفحے پر جوش صاحب نے اسے منظوم قالب میں ڈھال دیا۔ ان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جوش صاحب کے بیل بوٹوں نے کیسا شعری گلستان سجادیا ہے۔

رابندر ناتھ ٹیگور پر لکھتے ہوئے، جوش صاحب نے، یادوں کی برات میں اس زاویۂ خیال پر کہ شاعری کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بہت جاندار اور پُر جمال پیرایۂ اظہار میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کی ہے۔ اگرچہ یہ اقتباس طویل ہے لیکن پیش نظر کتاب کے موضوع سے کیونکہ بہت نزدیک ہے اس لیے اپنے قاری کے لیے ہم اسے شامل کر رہے ہیں۔

جوش صاحب لکھتے ہیں:

'____ میرا یہ دعویٰ ہے کہ شاعری ایک ایسی انوکھی اور دور از دست چیز ہے کہ اس کا ترجمہ قطعی طور پر ہو ہی نہیں سکتا۔ ترجمہ گھن ہے، اور شاعری آبگینہ، ترجمہ سنداں ہے، اور شاعری سبو، ترجمہ تُند ہوا کا تھپیڑا ہے اور شاعری، دریائے تخیل کا حباب، اور میرے اس دعوے کے ثبوت میں طلب فرما لیجیے شاعری کے ان تمام ترجموں کو، جو اس دنیا میں آج تک ہو چکے ہیں، اور مجھ کو یقین ہے کہ جب وہ خانۂ شہادت میں آئیں گے تو میری ہی موافقت میں گواہی دیں گے، اور اس سلسلے میں اگر آپ عمیق نظر سے ان کا مطالعہ فرمائیں گے تو آپ خود دیکھ لیں گے کہ وہ تراجم سونے کی ڈھیریاں نہیں، مٹی کے ڈھیلے اور سچ کے لالہ و گل نہیں، کاغذ یا پلاسٹک کے پھول ہیں۔

میں یہ مان لینے پر اپنے کو آمادہ کر سکتا ہوں کہ شاعری کے ناقابلِ شمار دھاروں میں سے فقط ایک دھارے کو، کسی حد تک ترجمے کی گرفت میں لایا جا سکتا ہے، جس کو فکری شاعری کہتے ہیں، یعنی جہاں تک کہ شاعر کے مرکزی پیام اور اُس کے ٹھوس خیالات، فرمودات، نظریات، اور کلیات کا تعلق ہے، اُن کا تقریباً کامیاب ترجمہ ہو سکتا ہے۔

لیکن شاعری کی وہ طلسمی و ناقابلِ فہم فضائے بلند، جہاں الفاظ، لغات سے بغاوت کر کے آزادی حاصل کرتے اور اپنے سروں پر جدید معانی کے عمامے باندھ لیتے ہیں، جہاں لہجوں کی ایک ایک کروٹ سے نو بہ نو مطالب کے صد ہا لشکر نکل پڑتے ہیں۔ جہاں دو مختلف النسل لفظوں کے امتزاج سے تازہ بہ تازہ مفاہیم کی ایک نئی نسل کو معرضِ وجود میں لایا جاتا ہے جہاں طوافِ حرم کو

رقص اور رقص کو طواف حرم کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے، جہاں اکائی کے دائرے میں اعداد کے میلے ہوا کرتے ہیں۔ جہاں دو دو کا مجموعہ چار نہیں بلکہ ایک ہوتا ہے، جہاں نفی کے دوش پر اثبات کا قلم لہرایا جاتا ہے۔ جہاں تلوار سے ڈھال، اور ڈھال سے تلوار کا کام لیا جاتا ہے، جہاں نشتروں کی نوک سے، زخموں میں ٹانکے دیئے جاتے ہیں، جہاں سبو کے بلوریں دستے سے دروازے پر دستک دی جاتی ہے، جہاں، کانٹے گنگناتے اور کلیاں کراہتیں ہیں۔ جہاں موتیوں سے آنسو، اور آنسوؤں سے موتی برسا کرتے ہیں، جہاں ایوانوں کے کناؤ میں کٹاریاں مچلتی ہیں۔ اور اولوں کے مسامات سے چنگاریاں اُڑتی ہیں جہاں، ڈوب جانے کے بعد ناخدا کا منصب ملتا ہے، جہاں درک کر شیشے جڑ جاتے ہیں۔ جہاں تانوں کے تیشوں سے مجسمے تراشے جاتے ہیں۔ جہاں نوحوں کی گود میں راگنیاں پلتی اور راگنیوں کی چھاؤں میں نوحے پروان چڑھتے ہیں۔ جہاں پلکوں کی نوک پر آسمان تولے جاتے ہیں، جہاں پاؤں کی لکیروں سے زمین ناپی جاتی ہے۔ جہاں ذہن کے سوپ میں اجرام پھٹکے جاتے ہیں۔ جہاں شعور کی چھلنی میں کائنات چھانی جاتی ہے، جہاں، ذرّوں کے شہروں میں تارے بسائے اور تاروں کی انگنائیوں میں ذرّوں کے خیام نصب کیے جاتے ہیں۔ جہاں اوس میں الاؤ جلتے ہیں۔ الاؤ کی گھومتی گاتی آنچ میں زہرا کی کمر بل کھاتی ہے۔ اور کمر کی لچک سے دو دھاری تلواریں نکل پڑتی ہیں۔ جہاں بوئے گل، گیت بن جاتی، اور گیت مہ جبینوں کا پیکر اختیار کر کے، صحن چمن میں بھاؤ بتانے لگتا ہے۔ جہاں صداؤں اور ہواؤں کو دیکھا اور چکھا جاتا ہے، جہاں آوازوں کی لہریں، فولاد کے جگر میں تیرائی جاتی ہیں۔ جہاں تتلی کے پروں کی دھاریاں، چٹانوں میں شگاف ڈال دیتی ہیں۔ جہاں خود شناس جُزویت، اپنے ماتھے پر کلیت کا تاج کج کر کے، پورے کو اپنے جوڑ میں لپیٹ لیتی ہے! جہاں سانولے جھٹپٹے کی کوکھ سے بے شمار سُہانے دھندلکے پیدا ہوتے رہتے ہیں، جہاں نفس کی مضراب سے نظامِ شمسی کو بجایا جاتا ہے۔ جہاں میدان جنگ کی گھن گرج توپوں کی آوازیں، آدھی رات کا سناٹا بن جاتیں، اور آدھی رات کا سناٹا، کوٹھے سے گری ہوئی تھالی کی جھنکار میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور جس آفاق بدوش یادگار میں، رقصاں و گریزاں دقیقوں کی ہتھیلیوں پر، کروڑوں اور اربوں صدیاں تھرکتی نظر آتی ہیں ___ وہاں پہنچ کر جب مترجم نگاہ اُٹھاتا ہے، تو اس کی ٹوپی گر جاتی ہے☆ ___'

☆ ___ 'یادوں کی برات کا قلمی نسخہ اور اس کے گمشدہ و غیر مطبوعہ اوراق ایک تحقیقی دریافت' تحقیق و تدوین، ڈاکٹر ہلال نقوی، ناشر جوش لٹریری سوسائٹی کیلگری، کینیڈا ۲۰۱۳ء، ص:۳۵۶-۳۵۷

جوش صاحب اپنے شعری احساسات میں جن ارفع تخیلات سے لبریز ہیں، اس کی ایک متحرک اور زندہ تصویر اس اقتباس میں ہمیں نظر آتی ہے۔ خود ان کی شاعری کا انگریزی ترجمہ بعض بڑی شخصیات نے کیا ہے☆ لیکن وہ اپنے اس نظریے میں راسخ ہیں کہ 'شاعری کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا' جب وہ زور دے کر یہ بات کہتے ہیں کہ 'ہو ہی نہیں سکتا' تو اس سے ان کی مراد یقیناً یہ نہیں ہوتی کہ ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا ___ بالکل ہو سکتا ہے، لیکن جوش صاحب شعریت اور ادبی عظمت کی جس بلندی اور رفعتِ خیال کے رفیع الدرجات پر پرواز کی جس انتہا سے یہ بات کہتے ہیں وہاں سے نظر آنے والی ہر فکر، اور ہر جذبہ مدھم ہی نظر آتا ہے اور وہ یہ اعلان کر دیتے ہیں کہ شاعری کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ترجمہ کرنے والا۔ شاعر کے احساس کی ہر پنکھڑی کے رنگ اور خوشبو کو چھو ہی نہیں سکتا ___ لیکن جوش صاحب کے جو چند منظوم تراجم قارئینِ ادب کی نظر سے گزرے ہیں وہ اس بات کی تائید کریں گے کہ اگر ترجمہ نگار تخلیق کار، کا قلم اور اس کے خیال کی ماورائی روش مصنف کے احساس کی دڑونی کروٹوں تک رسائی رکھتی ہو تو بسا اوقات ترجمہ اصل تخلیق سے بھی زیادہ اُجاگر ہو سکتا ہے۔ جوش صاحب نے کچھ منظوم تراجم کیے ہیں ان کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں البتہ صابر تھاریانی کی گجراتی شاعری کا ان کا منظوم اردو ترجمہ چونکا ضرور دیتا ہے۔ شاعری میں صابر تھاریانی کے استاد، ماہرِ لسانیات اور ممتاز مرثیہ نگار شاعر نسیم امروہوی سے مجھے جوش صاحب کے منظوم ترجمے کا جو قلمی مسودہ ملا ہے اس کے کچھ صفحات تو اپنی خستگی یا کاتب کے پاس رہ جانے کی وجہ سے ضائع ہو گئے اس کے باوجود اس کتاب میں صابر تھاریانی کے ۱۰۰ سے زیادہ ایسے گجراتی قطعات ہیں جن کو جوش صاحب نے اردو میں شعری وجود عطا کیا یہ کام بھی انہوں نے روا روی اور عجلت ہی میں کیا 'ماہ ابر کے موتی' کے پیش لفظ میں انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ:

' ___ اگر زندگی مجھ کو فرصت دیتی تو یہ ترجمہ اور بھی نکھر جاتا۔ مگر کیا کروں، گونا گوں مشاغل کے ہجوم میں جو کچھ قلم برداشتہ بن پڑا ہے اسے پیش کر رہا ہوں، ___ '

ان سب کے باوجود اس منظوم ترجمے میں شعریت و ادبیت کے امتزاج کے پہلو بہ پہلو صابر تھاریانی کی تخیلاتی و فکری پہنچ سے بہت آگے کی بات تخلیقی تابناکی کے ساتھ دیکھی جا سکتی ہے۔ عجلت میں کیے گئے اس منظوم ترجمے میں گجراتی قطعات کا کم و بیش تہائی حصہ رُباعیات کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔ جہاں خیال کی یکساں روش یکجا ہو گئی ہے وہاں ترجمہ کی ہوئی رُباعی فکری مماثلت میں خود جوش صاحب کی رُباعی سے قریب تر ہو گئی ہے:

☆ ___ سروجنی نائیڈو نے جوش صاحب کی نظم طلوعِ سحر کا ترجمہ کیا اور رابندر ناتھ ٹیگور کو سنایا (یادوں کی برات، ص: ۲۰۹)۔ سجاد ظہیر نے بھی ایک موقع پر جوش صاحب کے اشعار کا انگریزی ترجمہ کیا تھا (روشنائی، ص: ۴۸۷) بمبئی میں ایک تقریب میں جوش صاحب اپنی نظم حرفِ آخر سنا رہے تھے اور خواجہ احمد عباس براہِ راست اس کا ترجمہ بھی کر رہے تھے (جوش بنام شاعر، ص: ۱۵)۔

مبنی ہے فریب پر مرا ذوقِ سجود
اوچھا ہے قیام ، اور جھوٹا ہے قعود
جتنا بھی بظاہر نظر آتا ہوں قریب
اتنا ہی تجھ سے دور ہوں اے معبود

جیسا کہ گزشتہ کسی صفحے پر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ تقریباً چھیالیس برس پہلے جب صابر تھاریانی نے اپنا مجموعہ 'صابر کے موتی' شائع کیا تو اس میں نہ گجراتی حصہ تھا نہ اس کا اردو ترجمہ، صرف جوش صاحب کا منظوم ترجمہ تھا ___ اس کو پڑھتے ہوئے بعض مصرعے کھٹکتے تھے کہ ان میں کوئی جھول تھا یا وہ خارج از بحر تھے کیونکہ جوش صاحب جیسے تخلیق کار کا نام ساتھ جڑا ہوا تھا تو ایک تشویش تھی کہ ایسا کیوں ہے ___ لیکن جب یہ قلمی مسودہ دسترس میں آیا تو اندازہ ہوا کہ کتنے ہی مصرعے تھے جو کاتب نے بے بحر لکھ دیے تھے جبکہ اصل میں ایسا نہیں تھا۔ صابر تھاریانی نے بھی شاید کتابت شدہ حصے کو غور سے نہیں دیکھا تھا ___ اس کی دو چار مثالیں دیکھ لیجئے:

(مطبوعہ)	ہم وہ ہیں کہ دشتِ بلا سے گزرے
(قلمی)	ہم وہ ہیں کہ جس دشتِ بلا سے گزرے
(مطبوعہ)	نے کی جو تمنا ہے اے بندۂ عشق
(مسودہ)	نے کی جو تمنا ہے تو اے بندۂ عشق
(مطبوعہ)	اے شمع حقیقت ہم تیرے ہیں پروانے
(قلمی)	اے شمع حقیقت ہم تیرے ہیں وہ پروانے
(مطبوعہ)	اب خم پہ صراحی بھی جھکائی نہیں جاتی
(قلمی)	اب خم پہ صراحی بھی جھکائی نہیں جاتی
(مطبوعہ)	ہستی وہ قیامت کے دل روتا تھا
(قلمی)	ہستی وہ قیامت تھی کہ دل روتا تھا
(مطبوعہ)	جو نور سے چھلکے وہ مری ذات نہیں ہے
(قلمی)	جو نور سے جھلکے وہ مری ذات نہیں ہے

قلمی مسودے کو دیکھ کر یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قطعات و رُباعیات کے عنوان جوش صاحب نے قائم نہیں کیے انہوں نے صرف منظوم ترجمہ کیا۔ صابر تھاریانی نے مفہوم کو نظر میں رکھ کر خود ہی عنوان لکھ دیے۔

جوش ملیح آبادی کی زندگی کا طویل سفر جو ملیح آباد و لکھنؤ سے شروع ہو کر دکن، دہلی، بمبئی، پونا، کراچی اور

اسلام آباد تک پھیلا ہوا ہے اس میں انہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ بہت اہم نثری خدمات بھی انجام دیں، ان کی ان گنت تحریروں اور قلمی مسودوں کا اثاثہ ابھی اردو زبان وادب کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اگر بہت بے لوث ہو کر اور ادب دوستی کے صادق جذبوں کی سرشاری میں ان پر کام کیا جاتا رہے تو ہماری تہذیبی وادبی تاریخ ایک بڑے قیمتی ادبی ذخیرے کی دریافت کے سفر میں یقیناً کامیاب ہو جائے گی اور یوں ہم ایک عظیم تخلیق کار کے مستند کاموں سے ادب کو آگاہ کر سکیں گے۔

مقدمے کے آخر میں، صابر تھاریانی مرحوم کے فرزند جناب سلیم تھاریانی کا مجھے خصوصی تذکرہ کرنا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے والد کی اردو دوستی کے روشن چراغ کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں بلکہ گجراتی تہذیب و ثقافت اور زبان ولسانیات میں ہمہ وقت رہتے ہوئے بھی اردو سے آگہی کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اُن کی دیرینہ آرزو تھی اور ہے کہ ان کے والد کے ادبی کاموں کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔ جب انہیں اس قلمی مسودے کی دریافت اور اس کی اشاعت کی اطلاع ملی تو انہوں نے الفاظ فاؤنڈیشن سے دامے، درمے اور سخنے جو تعاون کیا ہے اس کے لیے میں خصوصی طور پر ان کا شکر گزار ہوں۔

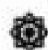
۱۳ر مئی ۲۰۱۳ء

ڈاکٹر ہلال نقوی
وزیٹنگ فیکلٹی، پاکستان اسٹڈی سینٹر،
کراچی یونیورسٹی



فہرست

صفحہ نمبر ۱۸ سے صفحہ نمبر ۱۲۵ تک
منظوم ترجمۂ جوش



غیر مطبوعہ قلمی دستاویز

کتاب کے آدھے صفحات عکس تحریر پر مشتمل ہیں
اور باقی آدھے صفحات پر
انہی عکس تحریر کی تحریریں اردو کمپوزنگ میں موجود ہیں

غیر مطبوعہ ہر قلمی صفحہ
جوش ملیح آبادی اور صابر تھاریانی کی تحریروں پر مشتمل ہے

عکس تحریر کے ہر صفحے پر صابر تھاریانی نے
جوش صاحب کے لیے اپنے گجراتی قطعات کا اردو ترجمہ کیا ہے
جسے بنیاد بنا کر جوش صاحب نے صابر تھاریانی کے خیال کو شعری لباس عطا کیا



جگر دے

بخشش مجھ کو میرے دل کو انور جو اثر دے
شاید وہ نور نکلوں دل کو وہ نظر دے
خدایا تو مجھے اپنے فضل و کرم سے
محبت کر سکوں وہ جگر دے

تابندگیٔ شمس و قمر دے مجھ کو
جو پاک ہو، وہ دل، وہ جگر دے مجھ کو
ہر گوشۂ ہستی میں تجھے دیکھ سکوں
اے نورِ دو عالم، وہ نظر دے مجھ کو

ઉજાર છે

મને મુજ દિલ માંહી કાંઇ અસર છે
નિહાળું નૂર એ દિલને નજર છે
ખુદાયા હું મને તારી કૃપાથી
તને ચાહી શકું - એવું ઉજાર છે

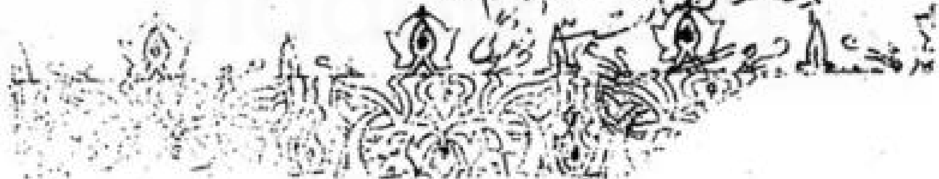
امانت

خدا کا ایک عطیہ ہے زندگی
یہ نہ سمجھ تیری ملکیت ہے زندگی
تبھی فلاح پائے گی زندگی صابر
تو سمجھ لے ایک امانت ہے زندگی

અમાનત !

છે ખુદાની એક ઇનાયત જિંદગી
ના સમજ છે તારી મિલકત જિંદગી
તો જ 'સાબિર' જિંદગી થાશે સફળ
તું સમજ છે એક અમાનત જિંદગી

آرائش ہی ہوا و ہوس میں تلف نہ کر
شایانِ قدر و ذرِ خود عزت ہے زندگی
دنیا میں [illegible]
[illegible] خدا [illegible] صابر قدم [illegible]



جگر دے

مجھے میرے دل کے اندر کچھ اثر دے

مشاہدہ نور کا کروں دل کو وہ نظر دے عطا

خدایا تو مجھے اپنے فضل و کرم سے

تجھ سے محبت کر سکوں وہ جگر دے

جگر دے

تابندگیٔ شمس و قمر دے مجھ کو

جو پاک ہو، وہ دل، وہ جگر دے مجھ کو

ہر گوشۂ ہستی میں تجھے دیکھ سکوں

اے نورِ دو عالم، وہ نظر دے مجھ کو



امانت

خدا کا ایک عطیہ ہے زندگی یہ نہ سمجھ تیری ملکیت ہے زندگی

تب ہی فلاح پائے گی زندگی صابرؔ تو سمجھ کہ ایک امانت ہے زندگی

امانت

اک سانس بھی ہوا و ہوس میں تلف نہ کر

شایانِ قدر و در خورِ عزت ہے زندگی

دُنیا میں پھونک پھونک کے صابرؔ قدم اُٹھا

تیری نہیں خدا کی امانت ہے زندگی



حقیقی زندگی

کون کہتا ہے زندگی فانی ہے - فقط فانی ہے
سہارے حاصل کر کے تو دیکھو کیا ہے زندگانی
محبت میں جان تصدق کر کے میں کہتا ہوں
حقیقی زندگی کو اب میں نے پہچانی

ખરી જિંદગી

કહે કોઈ કે જિંદગી છે જ ફાની
ખરીને ભલે તે ભુલાય જિંદગાની
મહોબતમાં હું આજ આપી કહું છું
ખરી જિંદગીને હવે મેં પિછાની

راحت - دوسرا حل

نیک بن کر نیک اپنا انجام کر
آخرت میں نیک اپنا نام کر
تحصیل آسودگی کا باب آسان ہے
ضمیر کو سکھا کے راحت کو آرام کر

આરામ

નેક થઈને નેક કામ અંજામ કર
આખિરતમાં નેક તારું નામ કર
સુખનું સંપાદન થયું આસાન છે
આત્માને આરામ દઈ આરામ કર

حقیقی زندگی

کون کہتا ہے زندگی فانی ہے۔ زندگی ہے محض فانی

مر کے حاصل کر کے تو دیکھ کیا ہے زندگانی

محبت میں جان تصدق کر کے میں کہتا ہوں

حقیقی زندگی تو اب ہے میں نے پہچانی

حقیقی زندگی

جُز عشق کہیں نہ شادمانی پائی

مرنے ہی میں صرف زندگانی پائی

فانی ہستی کی جب بُجھا دی قندیل

تو شمعِ حیاتِ جاودانی پائی



راحت۔ آسودہ حالی۔ نیک بن کر نیک اپنا انجام کر۔ آخرت میں نیک اپنا نام کر

سکھ، خوش نصیبی، مسرت۔ تحصیل آسودگی نہایت آسان ہے

غیر کو پہنچا کے راحت و آرام کر

آرام

خود کو، بد بن کر نہ تو، بدنام کر

جس کا نیک انجام ہو، وہ کام کر

کس قدر آسان ہے، پیارے خوشی

غیر کو آرام دے، آرام کر



سنسار -

زندگی میں مقصد حیات کو تو بلند کر

(سار کی بنیاد پر اساس سنسار ہے)

સંસાર.

સાર એ છે તો જીવન આધાર છે
એ નથી એ તો બધું બેકાર છે
કર જીવનમાં તું જીવન મકસદ બુલંદ
સારની બુનિયાદ પર સંસાર છે

લાજ

ગરૂરી છે છુપી મારા નમનમાં
પ્રપંચો છે ભર્યાં મારા ચલનમાં
મરહુની યાદ રહેમતે લાજ રાખે
હું જગડગતો રહ્યો કભી જીવનમાં

سنسار

زندگی گر بامقصد ہے تو زندگی سہارا ہے۔ رکن استوار ہے

گر یہ نہیں تو سب بیکار ہے

زندگی میں مقصدِ حیات کو تو بلند کر

اساس مقصدِ اساس سنسار ہے(٠٠٠٠ کی بنیاد پر اساس سنسار ہے

مقصد

منزل جو نہ ہو کوئی نظر کے آگے
تو زیست ہے ایک سرگرانی اے دل!
مقصد سے بھلا ہات اُٹھالوں کیوں کر
مقصد تو ہے جانِ زندگانی ، اے دل



لاج

غرور پوشیدہ ہے میری تواضع میں۔ چلن میرا پرے ہے دغابازوں سے

موت کے بعد رحمت میری لاج رکھے۔ میں دُنیا کو ٹھکتا رہا زندگی میں

فریب

دھوکا نہ کھاؤ میری تواضع فریب ہے
شعلے بھڑک رہے ہیں مرے لالہ زار میں
پَروردۂ غرور ہے میری فروتنی
تلوار کی لچک ہے مرے انکسار میں



وطن

وطن کا قرض کثیر الاحسان ہے
اپنے مفاد پر ہمہ دم ... ہے
خدا کی محبت اولیت حاصل ہے
حب وطن بھی تو من الایمان ہے

وطن کا قرض زیر بار احسان ہے
پھر اسکے احسان کا نہ شکر دھیان ہے
حب خدا کو بیشک مقدم ہے یہ بھی
پر حب وطن بھی تو من الایمان ہے

વતન

વતનમાં જ વધુ ખુશબુમાં છે
જે સ્નેહ [illegible] વતન ચાહવામાં છે
ખુદાને પ્રેમ છે દિલથી - ખરો
વતનનો પ્રેમ પણ ઇમાનમાં છે

وطن سے پیار کرو [illegible]

ریاکار

تواضع میں ہو خلوص انکسار
اس میں ریا نہ دنیا داری کی چالبازی ہو

દંભી !

جنت نصیب بنتے ہیں جو اوروں کے لیے
تا عمر وہ دوزخ میں رہا کرتے ہیں
دنیا کو قریب سے لکھتے ہیں نصیب
وہ لوگ جو دنیا کو بنا دیتے ہیں

નમનમાં છે નિખાલસતા નમનની
ન એમાં વાત છે દંભી ચલનની
પ્રપંચી ના કશા દુનિયાને ખાતિર
દમન દુઃખ છે ખરી વાત દમનની

وطن

وطن کا تو رہینِ کثیر الاحسان ہے......اس کے فیضان ترے ذہن میں نہیں ہیں
خدا کی محبت کو بیشک اوّلیت حاصل ہے......حب وطن ہی تو من الایمان ہے
وطن کا تو بہت زیر بار احسان ہے...... پر اس کے احسانوں کا نہ تجھ کو دھیان ہے
حب خدا کو بیشک مقدم ہے ہر شے پر...... پر حُب وطن بھی تو "من الایمان" ہے

وطن

وطن کے ہیں کروروں تجھ پر احسان
چڑھایا ہے تجھے اس نے ہی پروان
خدا ہر چیز سے ہے بالا ، مانا !
مگر حُبِ وطن بھی تو ہے ایمان



ریاکار

تواضع میں ہو خلوصِ انکسار......اس میں ریاکارانہ چلن کی چالبازی نہ ہو
مکر و فریب سے دُنیا کو دھوکہ نہ دے......ترا کلام ترے عمل کا آئینہ دار ہو

فریبِ دُنیا

جنت نہیں بنتے ہیں جو اوروں کے لیے
تا عمر وہ دوزخ میں رہا کرتے ہیں
دُنیا کے فریب سے نکلتے ہی نہیں
وہ لوگ جو دُنیا کو دغا دیتے ہیں



نور

بوقت شب ہزار غم پالیں ہیں
ہجوم غم پالیں ہیں
[illegible] تون یار پالی ہے
[illegible] بن [illegible] بوقت شب [illegible]
[illegible] کیان صبح [illegible] پالی ہے

નૂર

જે રાતમાં વાગ ઉજાસ ત્યારે
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہجوم یاس در شب [illegible]
[illegible]
[illegible]

زندگی سہانی کے ساتھ ہی [illegible]
[illegible] حیات پیدا کر [illegible]
جل کے خاک ہو جا [illegible] تو پیدا کر
[illegible]
[illegible] آرام پیدا کر

[illegible]

પેદા કર !

જીવન [illegible] જીવી જીવન [illegible] પેદા કર
[illegible] [illegible] [illegible] પેદા કર
[illegible]
[illegible] પેદા કર

نور

بوقتِ شب ہزار غم پاس ہیں۔ ہجومِ غم پاس نہیں...... نہ دوست ہے نہ کوئی یار پاس نہیں
میں جس کی تمنا بہ وقتِ شب کر رہا ہوں...... وہ نور کہاں صبح کے پاس ہے

نور

ہجومِ یاس و شبِ تیرہ گوں ہے اور میں ہوں
نشاں امید کے قدموں کے دور دور نہیں
سیاہ پوش ہیں جس کے لیے مری راتیں
طلوعِ صبح کے مکھڑے پہ بھی وہ نور نہیں



زندگی سچائی کے ساتھ جی کر مال حیات پیدا کر۔ حیات کا انجام پیدا کر
جگر کی خاک سے جامہائے محبت تو پیدا کر
جل کے خاکستر ہو جا صابر غم کے شعلوں میں...... یہاں صعوبتیں اٹھا کر حشر میں آرام پیدا کر

ہار ڈالا ہے کبھی

کوثر و تسنیم کے پانی کی ہے تجھ کو ہوس
زندگی کو آگ کے سانچے میں ڈھالا ہے کبھی
سازِ حورانِ خنک آواز کے امیدوار
سوزِ پنہاں کے سمندر کو کھنگالا ہے کبھی
سچ بتا آنسو پرو کر ہچکیوں کے تار میں
گردنِ ہستی میں تو نے ہار ڈالا ہے کبھی



بتصویر   محبوبی   مورت

میں خدا کی بندگی کرتا ہوں یا اپنے اندر کی

~~کوئی نہیں جانتا~~

بجز میرے نہیں جانتا بات اندر کی

ہر جانتے کوئی جانتا ہوں فقط میں بات اندر کی

میں جھکتا ہوں و تجھ [illegible] کے سینکڑوں بتوں کو

خیالی دیوتاؤں سے بہتر ہے

مورت پتھر کی

તસ્વીર

કરૂં છું બંદગી અલ્લાહુની કે મારા અંતરની
ન જાણે કોઈ બસ હું એક જાણું વાત અંદરની
નમું છું સેંકડો બુતને હૃદયના બુતકદામાં હું
ખયાલી દેવતાઓથી ભલી તસ્વીર પથ્થરની

سجدہ تو کعبے کو سمجھتا ہے، لیکن
تیرے لئے خود اپنی ہستی ہے
خود پرستی، خدا کے بہروپ میں
اس سے بہتر تو بت پرستی ہے!

ایمان

کتاب میں ہے وفا پیمان (حضرت) انسان میں:
آخرت [illegible] پر نہ اسکا دھیان ہے
کیا تھا کیا ہو گیا ابلیس دیکھ!
(ایمان) زندگی سخت ہے ایمان میں:—

ازباد حیات ایمان سخت ہے

بے وفائی [illegible] جب کبھی گردن
[illegible] ہے خار [illegible]
[illegible]
نور سے [illegible]
[illegible]

ઇમાનમાં

બેવફાઇઓ મળે ઇન્સાનમાં
આખેરત તો છે ન એના ધ્યાનમાં
શું હતો ને શું થયો ઇબલીસ જો !
જિંદગાની સખત છે ઇમાનમાં

صورت

میں خدا کی بندگی کرتا ہوں یا اپنے مافی الضمیر کی...... بہ جز میرے نہیں جانتا بات اندر کی

نہ جانے کوئی جانتا ہوں فقط میں بات اندر کی

جھکتا ہوں، بتکدۂ دل کے سیکڑوں بتوں کو...... خیالی دیوتاؤں سے بہتر ہے

مورت پتھر کی

خود پرستی

منھ تو کعبہ کی سمت ہے، لیکن
تیرے آگے خود اپنی ہستی ہے
خود پرستی خدا کے پردے میں
اس سے بہتر تو بُت پرستی ہے



دستیاب ہیں بے وفائیاں (حضرت) انسان میں...... آخرت پر نہ اس کا دھیان ہے

کیا تھا کیا ہو گیا ابلیس دیکھ

(امتحان) زندگی سخت ہے ایمان میں۔ حیات ایمانی سخت ہے

بغاوت

بندگی میں نہ جب جھکی گردن
پھول سے خار بن گیا شیطان
اُف بغاوت کا کیا ہوا انجام
نور سے نار بن گیا شیطان



مناجاتیں

[illegible]

جلوہ و کیوں زمیں میں عجز و صبر نذر و نیاز
[illegible] میں کیوں ہو تو میری حصولِ مقصد کو تشنگی
ہو فیروز سے کیوں [illegible] پیدا ہوتا ہے
داستان کیوں نہیں میری دعائیں

[illegible]

પ્રાર્થનાઓ

આપજે હાં મને આરાધનાઓ
ચાહજે હાં મને ખુબ સાધનાઓ
મને હાં [illegible] પર વિચાર આવે !
આ હાં અર્પું મારી પ્રાર્થનાઓ !

[illegible]

دل اگر خود [illegible] یقین رکھو
[illegible] سینے میں [illegible]
تو [illegible] منزل [illegible]
[illegible] حاصل [illegible]

વિજય

મન એ નિજ પર આવરણ નાખી શકે
આમને સીનામાં એ છુપાવી શકે
તે પછી હું એની ખબર શું કહું
એ પરાજયમાં વિજય પામી શકે

فتح کر لیتے گے خودی کی سلطنت
تم، اگر سر لیتے گے، پتھا مار کر
دل میں صبا ہے اگر محکم یقین
[illegible] کر جیت لیتے گے، مار کر

مناجاتیں

بھلاوہ کیوں دیتی ہیں مجھ کو یہ نذر نیازیں

پریشان کرتی، ستاتی ہیں کیوں مجھ کو میری حصولِ مقصد کی کوششیں۔ مجھے غیروں سے کیوں تنفر پیدا ہوتا ہے، رائیگاں کیوں گئیں میری دعائیں...... میری عبادتیں، نذر و نیاز، مناجاتیں کیوں گمراہ سرگرداں کر رہی ہیں بلاوے دے رہی ہیں...... حصولِ مقصد کی کوششیں مجھے کیوں پریشان کر رہی ہیں مجھے اوروں سے کیوں...... عناد و تنفر ہے، میری مناجاتیں کیوں رائیگاں گئیں

مُناجاتیں

نذریں بھی گئیں خالی سجدے بھی نہ کام آئے
سب عرش نے رد کر دیں صابرؔ مری سوغاتیں
اللہ کے بندوں سے، نفرت جو ہوئی مجھ کو
بے کار گئیں ساری افسوس مُناجاتیں



فتح، کامیابی

دل اگر خود اپنے پر یقین نہ رکھ سکے، غم کو اگر سینے میں دفن کر سکے۔ تو پھر اس کی منزل کا کیا کہوں شکست میں بھی فتح حاصل کر سکے

فتح

فتح کر لیں گے خوشی کی سلطنت
غم اگر سہہ لیں گے، پتّا مار کر
دل میں صابرؔ ہے اگر محکم یقیں
زندگی کو، جیت لیں گے ہار کر

کلی

گلشن کے پھول مرجھا جائیں گے - بہاریں آئیں گی اور جائیں گی
لیکن محبت کے [illegible] کلیاں کھلیں گی وہ کبھی
نہیں مرجھائیں گی

કળી !

સુમન ગુલશન તણું ચીમળાઇ જાશે
વસંતો આવીને બદલાઇ જાશે
પરંતુ પ્રેમ છોડે ખીલનારી
કળીઓ ના કદી કરમાઇ જાશે

[illegible]
[illegible] محبت کی کلیاں [illegible]

[illegible] مطالعہ کرنے والا خواندہ

ہائے میری زندگی کیوں کسی کے لئے مشعل راہ نہیں - [illegible]
محبت سے محروم ہوں پر لائق محبت نہیں
جسکو جگر کے دل کے خون سے لکھی
اس کتاب کا کیوں کوئی خواندہ نہیں

کیوں میری حیات کا نہیں کھلتا باب
[illegible]
[illegible] کتاب

વાચક

હાય ! મારી જિંદગી કાં પ્રેરણાદાયક નથી
પ્રેમથી છું દૂર પણ કાં પ્રેમને લાયક નથી
જિંદગીમાં મેં હૃદયના રક્તથી જેને લખી
પ્રેમની એ પુસ્તિકાનો કાં કોઇ વાચક નથી

کلی

گلشن کے پھول مرجھا جائیں گے، بہاریں آئیں گی اور جائیں گی
لیکن محبت کے پیڑوں میں جو کلیاں کھلیں گی......وہ کبھی نہیں مرجھائیں گی

محبت کی کلی

جو اوروں کے گھر میں جلائیں گے شمعیں
انہیں کی جبینیں جھلکتی رہیں گی
اُجڑ جائے گا ہر گلستانِ عالم
محبت کی کلیاں چٹکتی رہیں گی



مطالعہ کرنے والا۔ خوانده

ہائے میری زندگی کیوں کسی کے لئے مشعلِ راہ نہیں، باعثِ ہدایت نہیں
محبت سے مملو ہے پر لائقِ محبت نہیں
جس کو میں نے دل کے خون سے لکھی
اس کتاب کا کیوں کوئی خوانده نہیں

صد حیف

کیوں میری ہدایت کا نہیں کھلتا باب
میرے ساغر میں ہے محبت کی شراب
صد حیف کہ پڑھتا ہی نہیں کوئی اسے
میں نے جو خونِ دل سے لکھی ہے کتاب



اثر تاثیر

نظر آتا ہے وہی کیوں شمس و قمر میں
زندگی زندگی نہ رہی
اب جلوہ فرما ہو گیا اثر میں
تاثیر ہے اسکی نظروں میں بھری
نظر میں

آسماں کا نور جیسے شمس و قمر میں
اسکی آنکھوں ساتھ حسن ہے
شاعر آواز آفاق
یہ کیا تاثیر اسکی نظر میں ہے!

અસર

દિસે છે એમ હું રાચેલ કબરમાં
ઉત્તમ આવ્યું ઉત્તમ એની અસરમાં
હવે ત્યારે વધે આંખો દૂરે છે
અમાપ તાસીર છે એની નજરમાં

قیامت

کاش بے جبر شہادت دیکھ کر دل بھا ہے
مر ہوا ظالم بد سے بد تر دیکھ کر
زندگی میں ایسی قیامت خیز زندگی دیکھ کر
یوم حشر ایسا نہ دیکھا محشر کو دیکھ کر

کیا

بیٹی قیامت دل
تھا
پہنچ کر تھا
دیکھی جو قیامت تو بس یاد آیا
دنیا سے آئی پہلے ہی حشر تھا

કયામત

દુનિયા ટકી ગઇ છે, જિંદગી અમર આવી
મરનાર છે સમ અવિરત આવતી આવનાર આવી
એક કયામતનું ઉત્તમ પ્રતિબિંબ આવ્યું ઉત્તમ મારી
દુનિયામાં કોઇ નવું જોયું ન અંધેરા આવી

جینے میں زندگی بھر ایسی قیامت خیز تھی
کہ اب حشر تو دیکھا یوم الحشر تو کیا
کوئی نئی چیز اب اپنی دنیوی زندگی
میں نہ دیکھی پھر ایسی کوئی چیز یا بات نہ پائی

اثر۔تاثیر

نظر آتا ہے وہی کیوں شمس و قمر میں......زندگی، زندگی بن گئی اس کے اثر میں
اب چاروں طرف آنکھیں پھرتی ہیں......بلا کی تاثیر ہے اس کی نظر میں

تاثیر

اُسی کا نور ہے شمس و قمر میں
اسی کی تاب ہے لعل و گہر میں
نگاہوں میں ہیں اب انوارِ آفاق
یہ کیا تاثیر تھی اس کی نظر میں



قیامت

کانپ رہی ہے قساوت سنگِ دل دیکھ کر......لرزہ براندام صبر ہے ظالم بدسے بدتر دیکھ کر
زندگی میں ایسی قیامت خیز زندگی صابر پائی......یومِ حشر کچھ نیا نہ دیکھا محشر کو دیکھ کر
میں نے زندگی پر ہر ایسی قیامت خیز پائی تھی......کہ جب حشر کو دیکھا یوم الحشر تو اس میں
کوئی نئی چیز لینے کے میں نے اپنی دنیوی زندگی میں نہ دیکھی ہو ایسی کوئی چیز یا بات نہ پائی

قیامت

ہستی وہ قیامت تھی کہ دل روتا تھا
ہر صبح کو، آنسوؤں سے منہ دھوتا تھا
دیکھی جو قیامت تو ہمیں یاد آیا
دُنیا میں تو ہر آن یہی ہوتا تھا



کبھی تو زندگی کو شغلِ رقص و جام کر دے
کبھی تو تشنگی کو ختم یا رِفا کر دے
کبھی ایک جامِ درماں سے یہ دل شاد مار غم
کسی دن، درد تو سب، دل کو آرام کر دے

زندگانی میں محبت کا پیغام دے
تشنگی سے لب پر کبھی تو جام دے
~~[illegible]~~
درد راز راحت کے خاطر
کسی دن تو درد کو موقعٔ آرام دے

રાહત

જિંદગીમાં પ્રેમના પૈગામ દે
પ્યાસના હોઠે કદી તો જામ દે
ભેદ રાહતના સમજવા કાજ હું
કોઇ દી' તો રંજને આરામ દે

تقدیر

دلِ بے ستقی

دل میں حسن کی تصویر کہاں ہے
جگر میں محبت کی تاثیر کہاں ہے
نظر پر پڑے جب جانے تجھے دیکھوں
جنم کی قلعہ پہ تقدیر کہاں ہے

جو نور سے جھلکے وہ مری ذات نہیں ہے
جھلکے جو تارے، وہ مری رات نہیں ہے
بس تو ہی نظر آئے، جب بھی آنکھ اٹھاؤں
شاید مری تقدیر میں یہ بات نہیں ہے

તકદીર

હ્રદયમાં રૂપની તસ્વીર ક્યાં છે?
જિગરમાં પ્રેમની તાસીર ક્યાં છે?
નજર ક્યાં મુજ પડે હું જોઉં એને
નયનનાં એ ભલાં તકદીર ક્યાં છે?

زندگی میں محبت کا پیغام دے
تشنگی کے لب پر کبھی تو جام دے
درکِ رازِ راحت کے خاطر
کسی دن تو رنج کو موقعۂ آرام دے

رقص

کبھی تو زندگی کو شغلِ رقص و جام کرنے دے!
کبھی تو پختگی کو مشقِ کارِ خام کرنے دے
کبھی احساسِ درماں سے بھی دل کو شادماں فرما
کسی دن، درد کو بھی دو گھڑی آرام کرنے دے



دل پہ نقش۔ تقدیر
دل میں حسن کی تصویر کہاں ہے
جگر میں محبت کی تاثیر کہاں ہے
نظر میری جدھر جائے تجھ کو دیکھوں...... چشم کی بھلا یہ تقدیر کہاں ہے

تقدیر

جو نور سے جھلکے، وہ مری ذات نہیں ہے
چھلکائے جو تارے، وہ مری رات نہیں ہے
بس تو ہی نظر آئے، جدھر آنکھ اُٹھاؤں!
شاید مری تقدیر میں یہ بات نہیں ہے



ناسور کے

ایسے راگ نکال کہ منصور ہو جا
پریم میں محو ہو غرقاب و مخمور ہو جا
بانسری کے سر سے گر ہے شغف تجھکو
اے دل چھلنی بن جا ناسور ہو جا

નાસુર

સૂર એવા કાઢ કે મન્સૂર થા
પ્રેમમાં તલ્લીન થા—ચકચૂર થા
વાંસળીના સૂર જો તુજને ગમે
હે હૃદય ! વીંધાઇ જા ! નાસૂર થા

સુમન

જેનું જતન કર્યું મેં ગુલશનમાં ખાર થઇને
સાચવ્યું જેને દિલમાં હમદર્દ યાર થઇને
ના પાનખર થકી પણ કરમાઇ એ જરી જો
ખિલ્યાં સુમન છે મનમાં એના વિચાર થઇને

ناسور نے

ایسے راگ نکال کے ہم سفرِ منصور ہو جا...... ہمہ تن محبت میں غرقاب و مخمور ہو جا

بانسری کے سُر سے گر ہے شغف تجھ کو...... اے دل چھلنی بن جا ناسور ہو جا

غربال

دے، نعرۂ منصور کے چھالے دل کو

کر دے، آفات کے حوالے دل کو

نَے کی جو تمنا ہے تو اے بندۂ عشق

لازم ہے کہ غربال بنا لے دل کو



پھول

جس کا جشن میں نے کیا گلشن میں خار بن کر

سنبھالا جس کو دل میں ہمدردیار بن کر

نہ خزاں بن کے مرجھائیں گے وہ اگر

دل میں جو خیال بن کر کھلے ہیں

پھول

ہوتے ہی نہیں دستِ خزاں سے کبھی چاک

باغوں کے گریبان سلے رہتے ہیں

تخئیل کے گل زار میں کھلتے ہیں جو پھول

تا روزِ قیامت وہ کھلے رہتے ہیں



شانِ زندگی

જિંદગીની શાન

જિંદગીમાં એની કીમત હાય! અંકાતી નથી
સામને જે હોય છે તેની કદર થાતી નથી
ના મરણ કરતે ખુદા પેદા, હતી એને ખબર
જિંદગીમાં જિંદગીની શાન સમજાતી નથી

આભાર

હૃદયના ભલા ભવ્ય આચાર ક્યાં છે?
નિખાલસ મહોબ્બત–ભર્યો પ્યાર ક્યાં છે?
સખાવત તો છે પણ શરાફત નથી ત્યાં
ભલાઇના છે ભાર – આભાર ક્યાં છે?

شانِ زندگی

زندگی میں اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہائے کیوں نہیں کیا جاتا

شے جو، پیش نظر ہوتی ہے، جس کی قدر ہوتی نہیں...... خدا موت کو پیدا نہ کرتا (میر) اسے خبر تھی

زندگی میں زندگی کی شان کا درک ہوتا ہی نہیں

شانِ زندگی

جو شے موجود ہے، اس کی کوئی پروا نہیں کرتا
بشر روتا ہے، اس نعمت پہ جو معدوم ہو جائے
خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے موت کو یارو!
کہ قدرِ زندگی انسان کو معلوم ہو جائے



لوگ جو بھلائی کر رہے ہیں وہ کس اعلیٰ اخلاقی جذبے کے تحت کر رہے ہیں

نہ اس میں خلوصِ محبت ہے نہ حقیقی چاہت کا جذبہ ہے

یعنی جذبہ محبت اور خالص ہمدردی کے تحت وہ نیکی نہیں کر رہے

سخاوت تو ضرور کر رہے ہیں لیکن کریم النفسی کا اس میں شائبہ تک نہیں

بارِ احسان تو ہے حسن کرم کہاں ہے...... احسان یا بارِ احسان تو ہے لیکن اقرارِ جاں میں صداقت نہیں

گناہ

واللہ کہ دھوکے کی محبت ہے گناہ
حقّا کہ دکھاوے کی سخاوت ہے گناہ
نیت میں فتور ہو تو ہر خیر ہے جرم
دل ہی نہ جھکے جب تو عبادت ہے گناہ

સવાર

જુલમ પરથી પ્રેમ થાએ છે નિસાર
ક્રૂરતાઓમાં નજર આવે છે પ્યાર
દિલના દાગોના પ્રકાશિત નૂરથી
જિન્દગીની સાંજ પણ દીસે સવાર

દીદાર !

જીવનમાં છે હજી પણ સાંર બાકી
સિતમગરનો હજી છે પ્યાર બાકી
તમન્ના એના દર્શનની મને છે
ખુદાયા રાખજે દીદાર બાકી.

صبح

ظلم پر محبت ہوتی ہے نثار...... جفاؤں میں جفا میں نظر آتا ہے مجھ کو پیار

داغ ہائے دل سے منور روشنی میں...... زندگی کی شام بھی صبح نظر آتی ہے...... داغ ہائے دل سے تاباں نور ہے

داغ دل سے تاباں جو نور ہے اس میں
زندگی کی شام بھی صبح نظر آتی ہے

صبح

بے رنگ فضا پہ مسکرائے گلشن
شایانِ محبت نظر آئے دشمن
شب کے ماتھے پہ صبح تاباں جھلکی
داغِ دل کے اُفق سے پھوٹی جو کرن



دیدار

زندگی میں اب بھی کچھ وزن باقی ہے...... ستم گر کا ابھی تک پیار باقی ہے

مجھے اس کے دیدار کی تمنا باقی ہے...... خدایا رکھنا دیدار باقی

دیدار

الٰہی دھڑکتا ہے جب تک مرا دل
محبت کا آزار باقی رہے
اجل سے نہ جب تک کہ ہوں بند آنکھیں
تمنائے دیدار باقی رہے



زندگی تار - ساز حیات کے تار

اجل آ جاتی ہے اچانک سب کچھ ٹوٹ جاتی ہے

(حباب امید یعنی) بلبلے امید کے پل بھر میں پھوٹ جاتے ہیں

[illegible]

જીવન તાર

કાળ આવીને અચાનક સર્વ તૂટી જાય છે
એક પળમાં આશાના પરપોટા ફૂટી જાય છે
આટલું સમજી એ આશા બાંધનારા બાંધજો
તાર પળમાં શ્વાસની વિણાના તૂટી જાય છે

[illegible]

سب آدمی زیر زمیں چلے جاتے ہیں۔
لیکن جانے والا دنیا کی کچھ خیر خبر دیتا نہیں
[illegible] واپس آتا نہیں - عجیب تماشے ہیں [illegible] زیر زمیں

[illegible]

તમાશા

ચાલ્યા જાય છે માનવી ભોંય અંદર
જઇને ન દે કંઇ ખબર કે ન અંતર
ફરીને કોઇ કેમ પલટે કદી ના
અજબ છે તમાશાઓ ધરતીની અંદર

زندگی کے تار۔سازِ حیات کے تار

اجل آکر اچانک سب کچھ لوٹ جاتی ہے

(حباب امید ہیں) بلبلے امید کے پل بھر میں پھوٹ جاتے ہیں

اتنا سمجھ کر امید باندھنے والے امیدیں باندھنا

سانس کے......تار پل بھر میں ٹوٹ جاتے ہیں

ربابِ زندگی

تا کجا لہروں پہ ناچے گا حبابِ زندگی
موت ہے، ہاں موت ہے تعبیر خوابِ زندگی
اے مغنّی، کچھ خبر بھی ہے تجھے اس بات کی
ایک پل میں ٹوٹ جاتا ہے ربابِ زندگی



جب آدمی زیرِ زمین چلے جاتے ہیں، لیکن جانے والا وہاں کی کچھ خیر خبر دیتا نہیں

وہاں جا کر سیر کر کے پھر کوئی واپس آتا نہیں

عجیب تماشے ہو رہے ہیں زیرِ زمیں

تماشے

ہزار افسوس اس کی بھی نہیں ہے کچھ خبر مجھ کو
کہ اندھی خاک کے آغوش میں ہیں نازنیں کیا کیا!
اُدھر سے کوئی آ جاتا اگر تو، پوچھتا اس سے
تماشے ہو رہے ہے خیر سے زیرِ زمیں کیا کیا



حنا

رنگ دینے میں مشہور حنا کا نام ہے
مٹ کے ہو کر فنا رنگ دینا اس کا کام ہے
ترے ... اوروں کی خاطر ہو فنا
(کیونکہ) سرخ روئی آخری انجام ہے

હિના !

રંગ દેવામાં હિનાનું નામ છે
થઇ ફના રંગ આપવું એ કામ છે
છુપે 'સાબિર' અન્ય માટે થા ફના
સુર્ખરૂઇ આ ખરી અંજામ છે

ઇન્સાનિયત

ન દુશ્મન પર કદી તું વાર કરજે
મળે મોકો તને તો પ્યાર કરજે
ખરી ઇન્સાનિયતના પાઠ દેવા
ન શત્રુને કદી લાચાર કરજે

حنا

رنگ دینے میں مشہور حنا کا نام ہے...... ہو کر فنا رنگِ دنیا یہ اس کا کام ہے
تو بھی اوروں کی خاطر ہوا فنا...... (کیونکہ) سرخ روئی آخری انجام ہے

مہندی

اے دل، اے دل رفیقِ انساں ہو جا
خود اپنے ہی خون میں پر افشاں ہو جا
مہندی کی طرح ذوقِ وفا سے پس کر
دُنیا کی ہتھیلی پہ گلستاں ہو جا



انسانیت

ہرگز نہ دشمن پر وار کرنا
ملے موقع اگر تجھ کو تو پیار کرنا
حقیقی انسانیت کے سبق سکھانے کے لئے
دشمن کو بھی مجبور نہ کرنا

انسانیت

یہ آدمی ہیں خدا کے بندے
کبھی کسی پر نہ وار کرنا
اگر بھلا چاہتا ہے اپنا
تو دشمنوں سے بھی پیار کرنا



جھنکار

الفت سے اگر یہ زندگی دور ہے
تو پھر وہ رنگ سے [illegible] معمور ہے
اگر سنے نہ تو درد کی (الم انگیز) جھنکار تو
زندگی حیات بے آہنگ ہے

آنسو جن میں نہیں، وہ آنکھیں ہیں بے کار
جو درد سے خالی ہے، وہ دل ہے بیمار
گونگا ہو جائیں [illegible] زبانِ عشرت
[illegible] اگر نہ آئے ترنم کی جھنکار

ઝણકાર

પ્રેમથી આ જિંદગી જો દૂર છે
તો પછી એ રંગથી ભરપૂર છે
ઘેનમાં તું ના સુણે ઝણકાર જો
તો જીવનની રાગણી બેસૂર છે

کرلو دے دو

گر طالب عزت ہے اوروں کی عزت کرلو
گر طالب الفت ہے اوروں سے الفت کرلو
یہ قانون ہے قدرت کا ہے اصل
راحت چاہے تو اوروں کو راحت دے دو

આપું હું

જો ચાહે ઇબાદત તો ઇબાદત આપું હું
જો ચાહે ઉલ્ફત તો ઉલ્ફત આપું હું
છે અચળ કુદરત તણો કાનૂન આ
જો ચાહે રાહત તો રાહત આપું હું

[illegible]

جھنکار

اُلفت سے گریزاں زندگی دور ہے...... تو پھر وہ رنج سے مملو و معمور ہے

گر نہ سنے تو درد کی (الم انگیز) جھنکار...... تو نغمۂ حیات بے آہنگ ہے

جھنکار

آنسو، جن میں نہیں، وہ آنکھیں بے کار
جو درد سے خالی ہے، وہ دل ہے بیمار
گونگے ہو جائیں مُطربانِ عشرت
کانوں میں اگر نہ آئے غم کی جھنکار



کرتو۔ دے تو

گر طالبِ عزت ہے اوروں کی عزت کرتو
گر طالبِ الفت ہے اوروں سے کر اُلفت تو
قانون یہ قدرت کا ہے اٹل
راحت چاہے تو اوروں کو راحت دے تو

راحت کی تمنا

بھولے سے کسی کو نہ اذیت پہنچا
ہر فرد کو تا بابِ مسرت پہنچا
راحت کی تمنا ہے اگر اے صابر
لازم ہے کہ دوسروں کو راحت پہنچا



خودداری

ખુદી

ખુદી વિણ પ્રાપ્ત થાએ એ ખુશીઓમાં મઝા ક્યાં છે
નથી ઇજ્જત તો સ્વર્ગેમાંય જન્નતની ફિઝા ક્યાં છે
ખરા હકદાર જન્નતના ખરે છે વીરલાઓ એ
જે કર જોડી કહે રહેમતને – 'પાપીની સઝા ક્યાં છે'

ક્યાં ગઇ

પારકા ખાંધે જનારા, તારી હસ્તી ક્યાં ગઇ?
ખાકના મોહતાજ, તારી ખુદ પરસ્તી ક્યાં ગઇ?
તું હતો કે ના હતો એ પણ ન જગ જાણે હવે
દેહ તારો ક્યાં ગયો ને તારી મસ્તી ક્યાં ગઇ?

خودداری

خودداری کھو کے حاصل ہو خوشی، اس میں خدا کہاں ہے

عزت سنہ ہو تو باغ جناں میں بھی جنت کی فضا کہاں ہے..... فی الحقیقت حقیقی مستحق جنت وہ ابطال شجاعت ہیں

دست بستہ جو رحمت سے کہیں، گناہوں کی سزا کہاں ہے؟

خودداری

اس کی نہیں پروا کہ سزا پاؤں گا
فردوسِ بریں کی نہ ہوا کھاؤں گا
دریوزۂ رحمت نہ کروں گا معبود
خوددار ہوں دوزخ میں چلا جاؤں گا



کہاں گئی کیا ہوئی

پرائے کاندھے پہ جانے والے تیری ہستی کیا ہوئی۔ کو کیا ہوا

محتاجِ خاک تیری خود پرستی کیا ہوئی۔ کو کیا ہوا

تو تھا یا نہ تھا اب دنیا نہیں جانتی۔ تری ہست و بود سے بھی اب دنیا بے خبر ہے

کیف ترا کیا ہوا، تری ہستی کہاں گئی۔ کو کیا ہوا...... کیف تیرا کیا ہوا تیری ہستی کہاں گئی

لاش

وہ ولولے، وہ جاہ پرستی کہاں گئی؟
کل تک تھا جس پہ ناز وہ ہستی کہاں گئی؟
اے مشتِ خاک اب ہے کہاں وہ سرور و کیف؟
اے لاش منھ سے بول وہ مستی کہاں گئی

جگر دے

حسن کو دیکھ سکوں ذوق دے مجھکو
تاب جمال لا سکیں آنکھوں میں وہ اثر دے مجھکو

حسن کو دیکھ سکوں وہ نظر دے مجھکو
تاب جمال لا سکیں آنکھوں میں اثر دے مجھکو
محبت کی تیری نوازش ہو اس سے پہلے اے خدایا

જિગર દે

હુસ્નને જોઇ શકું એવી નજર દે મુજને
તેજ સાંખી શકું—આંખોમાં અસર દે મુજને
પ્રેમની તારી કૃપા થાય એ પહેલાં ઓ ખુદા!
પ્રેમના પુણ્યને સમજે એ જિગર દે મુજને

دل

مجھے نہ زندگی کامل عطا کر
نہ زندگی میں کوئی منزل عطا کر
مجھے انسان کا دل عطا کر

દિલ

મને ના જિંદગી કામિલ અતા કર
ન જીવનમાં કોઇ મંઝિલ અતા કર
મહા ઉપકાર થાશે અય ખુદા! તો
મને ઇન્સાનનું તું દિલ અતા કર

جگر دے

حسن کو دیکھ سکوں وہ نظر دے مجھ کو

تابِ جمال لاسکوں آنکھوں میں اثر دے مجھ کو..... محبت کی تیری نوازش ہوا سے پہلے اے خدایا

محبت کی پاکیزگی کا درک رکھتا ہوا ایسا جگر دے مجھ کو

نظر دے

اے حسن لطافتوں سے بھر دے مجھ کو
خود اپنے سے روشناس کر دے مجھ کو
دامن مرا ، آلودہ نہ ہونے پائے
اے جلوۂ جاناں وہ نظر دے مجھ کو



دل

مجھے زندگی کامل عطا کر

نہ زندگی میں کوئی منزل عطا کر

بہت احسان ہوگا اے خداگر...... مجھے تو انسان کا دل عطا کر

دل

نہ دولت نہ اِندر کی محفل عطا کر
نہ تختِ سلیماں نہ محمل عطا کر
دو عالم ، زمانے کو دے دے الٰہی
مجھے دل ، فقط دل، فقط دل عطا کر



મેઅરાજ

કદિ ઇન્સાનિયત સાથે વફા કર
દિમાગી ગર્વની કંઇ દવા કર
નમીને અન્યને તું દે ખુલંદી
કદી મેઅરાજ તો દિલને અતા કર

શું ભુલી શકું

પ્રમદાની યાદ હું ભૂલી શકું
ગમ તણી ફરિયાદ હું ભૂલી શકું
મોત હું ભૂલું–જીવન ભૂલું–મગર
શું જીવન બુનિયાદ હું ભૂલી શકું ?

معراج

کبھی انسانیت سے وفا کر...... ذہنی غرور کی کچھ دوا کر

جھک کے اوروں کو بلندی عطا کر

کچھ معراج تو دل کو عطا کر

معراج

بنتا نہیں کیوں راہِ وفا کا حلاّج
کرتا نہیں کس لئے تکبر کا علاج
جب تک کہ فروتنی سے جھکتا نہیں سر
حاصل ہوتی نہیں ہے دل کو معراج



کیا بھول سکتا ہوں

دلدار کی یاد میں بھول سکتا ہوں...... غم کی فریاد میں بھول سکتا ہوں

موت میں بھولوں زندگی بھولوں مگر

کیا بنیادِ حیات میں بھول سکتا ہوں

بھلا دوں کیوں کر

آدابِ نجات کو بھلا دوں کیوں کر
میں ذات وصفات کو بھلا دوں کیوں کر
افتادِ حیات تو بھلا سکتا ہوں
بنیادِ حیات کو بھلا دوں کیوں کر



નામ !

નામથી કામ હો જો કામને એ કામ નથી
કામથી કામ હો તો કામ એ નાકામ નથી
કામ કરવા થકી બદનામ જો થાઓ 'સાબિર'
એ સનદ કામની છે, નામ છે, બદનામ નથી

કવન !

કંટકોને જે હસાવે એ સુમન પેદા કર
ડૂબતી નૌકાને તારે એ વહન પેદા કર
વ્યર્થ વાતો થકી શો ફાયદો થાશે 'સાબિર'
ચીરે પથ્થરનાં કલેજાં એ કવન પેદા કર

نام

نام سے جس کام کو کام ہو وہ کام نہیں...... کام سے کام ہو تو وہ کام نا کام نہیں

کام کرنے سے بدنام ہو تم گر صآبر...... یہ سند کام کی ہے نام ہے بدنامی نہیں، بدنام نہیں

نام

نام سے جس کو کام ہے پیارے
ہاں اس کا نیک انجام نہیں
کام کی خاطر کام کرے جو،
کچھ نام سے اس کو کام نہیں
تم نے دل سے کام کیا ہے!
اے صآبر تم بدنام نہیں



خار کو خندہ زن کرے وہ گل پیدا کر...... ڈوبتی ناؤ کو بچائے وہ بہاؤ پیدا کر

فضول باتوں سے کیا فائدہ ہوگا صآبر، فضول باتیں بے سود ہیں صآبر

...... کے کلیجے کو شق کرے وہ اثر کلام میں پیدا کر

دھار

بنا اس طرح کی کشتی جو طوفانوں کو چکرا دے
بھرے کانٹوں میں بھی جو پھول وہ گلزار پیدا کر
جو پتھر کے جگر میں بھی اُتر جاتی ہے بل کھا کر
محبت کی نظر میں وہ انوکھی دھار پیدا کر



راحت

بے وفا دشمن کا بھی تو یار ہو جا - جہاں نفرت ہے وہاں تو پیار ہو جا

جہاں نفرت کے شعلے ہیں فشاں ہیں
محبت کا دیکھو دریا بہا دے
عداوت دشمنوں سے بھی وفا کر
عدو کو دیکھ کر بھی مسکرا دے

સુખ!

બુરા દુશ્મન તણો પણ યાર થઇ જા
જ્યાં ધિક્કાર ત્યાં તું પ્યાર થઇ જા
ભલે તું નિજ સુખ તણો આધાર ખોવે
નિરાધારોનો તું આધાર થઇ જા

احسان

جور دلدار احسان ہے
بے وفائی میں وفا کی شان ہے

جو دل دار ہیں تیرے قہر کی آگ
لطف و کرم کا پانی ہے
ہے تو جو محبت آپ ہے
وہ موت زندگانی ہے

અહેસાન

પ્રેમદાના જુલ્મમાં અહેસાન છે
બેવફાઇમાં વફાની શાન છે
જે દિલોમાં કપટના કંટક નથી
પ્રેમના એ ગુલશનો વેરાન છે

راحت

مرے دشمن کا بھی تو یار ہو جا
جہاں نفرت ہے وہاں تو پیار ہو جا

وفا

جہاں نفرت کے شعلے پر فشاں ہیں
محبت کا وہاں دریا بہا دے
خدارا دشمنوں سے بھی وفا کر
عدو کو دیکھ کر بھی مسکرا دے



احسان

جو ہر دلدار آسان ہے
بے وفائی وفا کی جان

زندگانی

میرے دل دار تیرے قہر کی آگ
ابرِ لطف و کرم کا پانی ہے
تیرے ہاتھوں جو موت آئی ہے
ہم کو وہ موت زندگانی ہے



پیغام

رنج دینے والوں کو بھی آرام و راحت پہنچا
دشمنوں کو بھی جام محبت پلا
اس محبت سے محروم [illegible]
[illegible] پیغام محبت سنا

[illegible]
اس سے تو بھی بہتر کیوں نہ پیار آئے
یہ کیا عجب ہے [illegible] انساں
دشمنوں پر بھی جس کو پیار آئے

[illegible]

પયગામ

દુઃખ દેનારાઓને આરામ આપ
દુશ્મનોને પ્રેમનાં તું જામ આપ
આ વિશ્વથી પ્રેમહીન જગમાં કહી
કુદરતને પણ પ્રેમનો પયગામ આપ



[illegible]

[illegible]

اپنے خالق سے [illegible]
یہ تیرا سینہ [illegible]

પયગામો

ખુદાથી છે ખુદમાં ઓળખે કાં ?
તું ભયથી તારા ન ભજ્ય આવે કાં ?
તું જો તારા પાલકને ઓળખતો હો તો
પછી માનવી તું અધૂરી કરે કાં ?



[illegible]

پیغام

رنج دینے والوں کو آرام وراحت پہنچا، دشمنوں کو جامِ محبت پلا...... اس محبت سے معرا طاغوتی عالم خرابات میں کبھی جفا شعار کو بھی پیغامِ محبت سُنا...... ایذا رسانوں کو تو راحت و آرام پہنچا، دشمنوں کو محبت کے جام پلا...... اس آسیب زدہ یا شیطانی دُنیا میں جو محبت سے معرا ہے

اس آسیب زدہ یا شیطانی دنیا میں جو محبت سے معرا ہے...... کسی وقت آ پیغامِ محبت دے

پیغام

راہِ ایثار میں کھلائے جو پھول
اُس کے گھر میں نہ کیوں بہار آئے
ہاں وہی مرد ہے وہی انساں
دشمنوں پر بھی جس کو پیار آئے



سایہ

خدائی سے نبرد آزما ہونے میں تو کیوں سب سے آگے ہے، قیادت کرتا ہے
اپنے سائے سے کیوں جنگ نہیں کرتا...... تو دیکھ کہ ترا سایہ سجدہ ریز ہے پھر بھی اے انساں تو کیوں غرور کرتا ہے

سایہ

اپنے خالق سے جنگ کرنے کو
یہ ترا سینہ کیوں اُبھرتا ہے
دیکھ سجدے میں ہے ترا سایہ
اے بشر کیوں غرور کرتا ہے



દિલ ભમે છે

જો પરેશાની કદી મારી નમે છે
રમત શૈતાન એમાંયે રમે છે
તવાફો એક કાબાના કરું છું
હજારો બુતકદામાં દિલ ભમે છે

પ્રગટાવ !

કોઇ દી તો કોઇને કામ આવ તું
જગતના દુઃખની આગને ઓલાવ તું
તુજ જીવનના દીપથી જીવન માંહી
કોઇ જીવનદીપ તો પ્રગટાવ તું

بھٹکتا ہے
جبیں گر کبھی سجدہ ریز ہوتی ہے
اس میں بھی کوئی چال شیطان کی چھپی ہوتی ہے
طواف ایک کعبہ کا کر رہا ہوں
دل ہزاروں بت کدوں میں بھٹکتا ہے

بت کدے

مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی کیاد
ہر سجدہ مرا ہے قلبِ شیطاں کی مراد
ظاہر میں ہے صرف ایک کعبے کا طواف
اور دل میں ہزار بت کدے ہیں آباد



روشن کر
کبھی تو کسی کے کام آتو، کبھی تو آلام کی آگ کو بجھا تو
تیری چراغِ حیات سے زندگی بھر میں کوئی چراغ حیات تو روشن کر

چراغ

کھلتے نہیں ہیں جس کی ہوا سے دلوں کے پھول
کیا کام نوبہار کو اس مردہ باغ سے
بندوں کا اک دیا بھی جلاتا نہیں ہے جو
اللہ چھین لیتا ہے نور، اس چراغ سے



ہنستا رہیگا
جب [struck out]
جہاں تک ڈرپوک دل ڈرتا رہیگا
ظالم جہاں اسیر تو ہنستا رہیگا
ہنستا رہیگا
اسکو (جہاں کے) ہنسنے سے خائف رہیگا جب تک جگ ظالم سے دب کے ڈرتا رہیگا
جہاں تب تک اسیر ہنستا رہیگا

زندگی اک جنگ ہے، اور جنگ کے میدان میں
تب اٹھائے گا ... دل کا ردو بدل ... ضرب ہے
آسمان ایک دن، ٹوٹ جائے گی ...
اہل عالم کے مسلسل قہقہوں کی ضرب ہے

હસતું જરી

જ્યાં સુધી ડરપોક દિલ ડરતું જરી
ડરતા એ પર જગત ડરતું જરી
એના હસવાથી એ ડરશે જ્યાં સુધી
ત્યાં સુધી એ પર જગત હસતું જરી

توقیر

دنیا میں اگر توقیر کا تجھکو ارمان ہے
تجھے تیری عزت نفس کا کچھ احساس ہے
تو پھر تو ہر دم طلب توقیر سے دور رہنا
توقیر کی جھوٹی تمناؤں میں اہانت و احتقار ہے

جاہ طلبی

دنیا میں جاہ طلبی کا تجھے ارمان ہو
اور تجھے اپنی عزت نفس کا کچھ پاس ہے
تو تو ہر طلب جاہ سے ہر دم دور ہی رہنا
جاہ طلبی کی جھوٹی تمناؤں میں بلکہ
وحقارت مضمر ہے

માન

જો તને દુનિયા મહીં ઇજ્જત તણા અરમાન છે
જો તને તારી પ્રતિષ્ઠાનું કંઇ પણ ભાન છે
તો પછી 'સાબિર' તું હરદમ દૂર રહેજે માનથી
માનની મિથ્યા તમન્નાઓ મહીં અપમાન છે

توقیر سے اگر تیرا اتفاق ہے ...
[illegible]

ہنستا رہے گا

جہاں تک ڈرپوک دل ڈرتا رہے گا...... مظالم جہاں اس پر توڑتا رہے گا

اس کے (جہان کے) ہنسنے سے وہ خائف رہے گا جب تک جگ ہنسائی سے

وہ ڈرتا رہے گا۔ جہاں تب تک اس پر ہنستا رہے گا

قہقہوں کی ضرب سے

زندگی اک جنگ ہے اور جنگ کے میدان میں
ہات اُٹھا لے گا جو بزدل کاروبارِ حرب سے
اک نہ اک، دن ٹوٹ جائے گی کمر اس شخص کی
اہلِ عالم کے مسلسل قہقہوں کی ضرب سے



توقیر

دنیا میں اگر توقیر کا تجھ کو ارمان ہے، تجھے تیری عزتِ نفس کا کچھ احساس ہے

تو پھر ہر دم طلبِ توقیر سے دور رہنا، توقیر کی عبث تمناؤں میں پنہاں اہانت و احتقار؟ سے جاہ طلبی؟

جاہ طلبی

دنیا میں جاہ طلبی کا تجھے اگر ارمان ہے اور تجھے اپنی عزت نفس کا کچھ پاس ہے تو

تو ہر طلبِ جاہ سے ہر دم دور رہو...... اس جاہ طلبی کی عبث تمنا میں ہتک وحقارت مضمر ہے

توقیر

توقیر ہے صرف بہرِ اقطابِ کبار
تو اس کو خریدنے چلا ہے بازار
اس راہ میں ذلت کے سوا کچھ بھی نہیں
عزت کے طلب گار، خدارا ہشیار



باقی ہے

[illegible]

બાકી છે

જગતમાં દર્દ સાથે આહના ભરનાર બાકી છે
જીવનના ઘાતકી બોજા તળે રહેનાર બાકી છે
છે હોઠે હાસ્ય કાં તારા સમજ પડતી નથી 'સાબિર'
દુઃખી દુનિયા મહીં લાખો રૂદન કરનાર બાકી છે

[illegible]

پیار

[illegible]

પ્યાર

જીવનમાં છે મને આધાર તારો
હું શોધું છું સહારો યાર તારો
જીવન ને આખેરત થાયે સફળ જો
હું પામું જિંદગીમાં પ્યાર તારો

[illegible]

باقی

جہاں میں کرب والم سے کراہنے والے باقی ہیں
زندگی کے سخت گیر بوجھ کے تحت رہنے والے باقی ہیں
تیرے لبوں پر کیوں مسکراہٹ ہے، سمجھ میں یہ بات آتی نہیں
دکھی دنیا میں لاکھوں نالہ وفغاں کرنے والے ابھی باقی ہیں

کیا روش ہے

اُٹھا رہا ہے دیارِ فغاں میں چنگ ورباب
یہ کیا روش ہے غریبوں کے چاہنے والے
ترے لبوں پہ تبسم کا بج رہا ہے ستار
اور اِس زمیں پہ ہیں لاکھوں کراہنے والے



پیار

زندگی میں مجھ کو تکیہ ہے تیرا، میں ڈھونڈ تا رہتا ہوں یار سہارا تیرا
اگر زندگی میں ترا پیار پالوں......تو میری دنیا اور آخرت کامیاب ہو جائے

اپنالوں

ترانے آسماں گائے، زمیں سرشار ہو جائے
مرے زیرِ نگیں، کل عالمِ انوار ہو جائے
حجابِ غیب سے، اے مسکرا کر دیکھنے والے
اگر میں تجھ کو اپنا لوں تو بیڑا پار ہو جائے

جام رہنے دے

مجھے اب غم بھولنا نہیں ہے جام رہنے دے
مری موت کے وقت سعید یہ عشق کا انجام رہنے دے
جہاں کی شادتریں عداوتریں
پیاں تو دم آخر پیغام الفت کو برقرار رہنے دے

[illegible]

જામ રહેવા દે

નથી દુઃખ ભૂલવું મારે હુવે આ જામ રહેવા દે
મરણની શુભ પળોમાં ઇશ્કનો આ જામ રહેવા દે
જગતની ક્રૂરતાઓમાં—જગતની શત્રુતાઓમાં
અહીં તું આખરી દમ પ્રેમનો પયગામ રહેવા દે

قسمت زندگی

زندگی کی قسمت

دیکھ کر منزل خوشی میری جامے میں سماتی نہیں
دل میں غم کی نشانی نظر آتی نہیں
شکر کرتا ہوں مالک زندگی کی قسمت پر
زندگی آج قضا کو دیکھ کر گھبراتی نہیں

قسمت زندگی ہے —

جلوۂ منزل نظر آیا جو مجھ کو [illegible]
[illegible]

જીવન-ભાગ્ય

જોઇને મંઝિલ હુવે મારી ખુશી માતી નથી
દિલ મહીં ગમની નિશાની કોઇ દેખાતી નથી
શુક હું માલિક કરૂં છું ભાગ્ય પર જીવન તણાં
જિંદગી આજે કઝાને જોઇ ગભરાતી નથી

جام رہنے دے

مجھے اب غم بھولنا نہیں ہے، جام رہنے دے..... موت کے وقتِ سعید میں عشق کا انجام رہنے دے

جہاں کی قساوتوں میں، عداوتوں میں..... یہاں تو دمِ آخر پیغامِ الفت کو برقرار رہنے دے

نور

مجھ کو نہ دے شراب کہ اب وقتِ نزع ہے
دل ہے مرا تصورِ جاناں لئے ہوئے
آنکھوں سے چھن رہا ہے مری زندگی کا نور
پریاں کھڑی ہیں تختِ سلیماں لئے ہوئے



قسمتِ زندگی۔ زندگی کی قسمت

دیکھ کر منزل خوشی میری، جامہ میں سماتی نہیں
دل میں کوئی غم کی نشانی نظر آتی نہیں
قسمتِ زندگی پر..... شکر کرتا ہوں مالک قسمتِ زندگی پر
زندگی آج قضا کو دیکھ کر گھبراتی نہیں

قسمتِ زندگی

جلوۂ منزل نظر آیا جو مجھ کو دور سے
میرے دریائے مسرت میں تلاطم آ گیا
شکر کرتا ہوں کہ جب دیکھا اجل کو روبرو
زندگی کے خشک ہونٹوں پر تبسم آ گیا



خواب سپنا

سفینۂ حیات جو زمانے کے ساتھ بہتا گیا
تدبیر اور تقدیر کے ساتھ کھیل کرتا رہا
میرا خواب بھی ایک نیا (نغمہ)
جس کی تعبیر نہیں ہے

સ્વપ્ન

જીવન નૌકા તણાતી ગઈ સમયના નીરની સાથે
રમત રમતો રહ્યો તદબીર ને તકદીરની સાથે
જીવનનું સ્વપ્ન મારૂં એક નવીં પોથી હતો કિંતુ
ન લેવું મેં કદી એ સ્વપ્નને તાબીરની સાથે

دل، واقفِ تقدیر نہیں ہوتا ہے
وابستۂ تدبیر نہیں ہوتا ہے
صد حیف کہ خوابِ زندگانی اپنا
شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتا ہے

خطائیں یاد ہیں

اے خدا تیری رحمت کی ادائیں یاد ہیں
عاصیوں گنہگاروں پر رحمت کی نوازشیں یاد ہیں
اگر چاہے تو فقط اس بات پر میری بخشش کر دے
نیکیاں بھول گیا ہوں اور خطائیں یاد ہیں!

عاصیوں پر مہرباں رحمت سے نوازشات یاد ہیں
اگر تو چاہے تو صرف اسی ایک بات پر میری
بخشش کر دے کہ جو نیکیاں ہیں بھول گیا ہوں
خطائیں یاد ہیں!

ખતાઓ યાદ છે

હે ખુદા! રહેમત તણી તારી અતાઓ યાદ છે
પાપીઓ પરની નવાજિશ ને દયાઓ યાદ છે
તું જો ચાહે તો ફકત આ વાત પર બખ્શી મને
નેકીઓ ભૂલી ગયો છું ને ખતાઓ યાદ છે

~~سر بسر ہے لیکن تیری رحمت کی ادائیں یاد ہیں~~
زندگی بھر جو کچھ بھی ہوا، وہ برائی یاد ہے
شاید کہ اسے میری بخشش کا وسیلہ
نیکیاں یاد نہیں، خطائیں یاد ہیں!

سفینۂ حیات محیط ایام کے دھارے کے ساتھ بہتا چلا گیا
میں تقدیر اور تدبیر کے کھیل کھیلتا رہا، دل بہلاتا رہا، تماشے کرتا رہا
میرا یہ خواب زندگی محض ایک دھوکہ ہے، میں نے اس خواب کو تعبیر کے ساتھ نہیں ہوا
یہ وہ خواب ہے جسے میں نے کبھی شرمندہ تعبیر ہوتے نہیں دیکھا

خواب

دل ، واقفِ تقدیر نہیں ہوتا ہے
وابستۂ تدبیر نہیں ہوتا ہے
صد حیف کہ خوابِ زندگانی اپنا!
شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتا ہے



خطائیں یاد ہیں
اے خدا تیری رحمت کی ادائیں یاد ہیں، عاصیوں پر فیضانِ رحمت کی نوازشیں یاد ہیں
اگر چاہے تو فقط اس بات پر تیری بخشش کر دے، نیکیاں بھول گیا ہوں اور خطائیں یاد ہیں
عاصیوں پر فیضانِ رحمت کے نوازشات یاد ہیں
اگر تو چاہے تو صرف اسی ایک بات پر میری بخشش کر دے کہ جو نیکیاں میں نے کی ہیں
وہ تو طاقِ نسیاں ہو چکیں یاد نہیں، یاد ہیں تو اور خطائیں یاد ہیں

خطائیں

سر بسر لیلائے رحمت کی ادائیں یاد ہیں
زندگی پھیکی تھی جن سے وہ ہوائیں یاد ہیں
شاید اس سے میری بخشش کی نکل آئے سبیل
نیکیاں اپنی بھلا دی ہیں خطائیں یاد ہیں

گلستان

ریگستان کو عجب شان عطا کرتا ہے
دل میں ارمان گل ... بیدار کرتا ہے
پیر کے چھالوں سے خون جو بہتا ہے صابر
قیس صحرا میں گلستان بنا دیتا ہے

ریگستان کو عجب شان بنا دیتا ہے
دل میں ارمان گل کی بیدار کرتا ہے
پیر کے چھالوں سے خون جو بہتا ہے صابر
ایک قیس صحرا میں گلستان [illegible] بنا دیتا ہے

[illegible]

ગુલિસ્તાન

રેતના રણની અજબ શાન બનાવી દે છે
રણ મહીં પુષ્પના અરમાન જગાવી દે છે
પગના છાલાઓથી જો રક્ત વહે છે 'સાબિર'
કયસ સહેરામાં ગુલિસ્તાન ખિલાવી દે છે

بیخودی

[illegible] خود مجھے تباہ کرے گا
خود مجھے حساب سکھائے گا
تو کبھی در پر سوال تو کر
بیخودی تجھ کو جواب دے گی

ہوش تجھ کو ہمیشہ خراب کرے گا
ہوش تجھے حساب سکھائے گا
تو کبھی ... سوال تو کر
[illegible] جواب دے گی

[illegible]

બેખુદી!

ભાન કરશે સદા ખરાબ તને
ભાન શિખવાડશે હિસાબ તને
તું કદી હાર પર સવાલ તે કર
બેખુદી આપશે જવાબ તને

ریگستان کو عجیب انسان بنا دیتا ہے...... ریگ کے دل میں ارمانِ گل بیدار کرتا ہے
پیر کے چھالوں سے خون جو بہتا ہے صابر
اس سے قیس صحرا میں گلستاں کو شگفتہ بنا دیتا ہے

گلستان

ہم وہ ہیں کہ جس دشتِ بلا سے گزرے
ظلمت کو عطا کیا چراغاں ہم نے
اور مڑ گئے جب کسی بیاباں کی طرف
کانٹوں کو بنا دیا گلستاں ہم نے



بے خودی
خرد تجھے تباہ کرے گا، خرد تجھے حساب سکھائے گا...... تو کبھی در پر سوال تو کر بے خودی تجھ کو جواب دے گی
ہوش تجھے خستہ و خراب کرے گا، ہوش تجھے حساب سکھائے گا تو کبھی آستانے پر
طالب سوال تو ہو، از خود رفتگی تجھے جواب دے گی
تو از خود رفتگی سے جواب پائے گا

بے خودی

اس خودی سے سوال کرتا ہے
جو تجھے دربدر پھرائے گی
بے خودی سے سوال کر پیارے
وہ تجھے رازداں بنائے گی



ગમની ઇજાજત

ધાર્યું’તું મેં કે દુઃખનો આધાર આંસુઓ છે
આધાર શું બને એ લાચાર આંસુઓ છે
આંસુઓના મુજ જીવનમાં ચોરી છે ગમની ઇજાજત
નાદાન એ નયનનાં બે ચાર આંસુઓ છે

محبت میں دل کو حاصل و معراج کہاں ہے
ستم سے بچا لے جو تباہ حال کہاں ہے — تاراج
امید کو حاصل حیات ناامیدی سے ہے — یاس سے
بدقسمتی سے مجھ کو حاصل ناامیدی کہاں ہے

નિરાશા

મહોબ્બતમાં દિલની એ મેઅરાજ ક્યાં છે?
સિતમથી બચાવી એ તારાજ ક્યાં છે?
મળે છે નિરાશાથી આશાને જીવન
મને કમનસીબે નિરાશા જ ક્યાં છે?

غم کی توقیر۔ یا غم کی عزت

خیال کیا تھا کہ غم کا سہارا آنسو ہیں

سہارا کیا ہوں وہ ناچار آنسو ہیں، بھلا جو خود ناچار آنسو ہیں ان میں سہارے کی سکت کہاں ہوگی تیری انمول زندگی جو غم کی عزت (توقیر) کو ضائع کرتا ہے...... وہ نادان آنکھ کے دو چار آنسو ہیں

غم کی توقیر

عشق کا راز ہو گیا افشاء
جلد بازی سے چشمِ پُرنم کی
صابرؔ آنسو گرا جو آنکھوں سے
گھٹ گئی آب رو مرے غم کی



محبت میں دل کو حاصل وہ معراج کہاں ہے...... ستم سے بلا سے وہ تباہ حال کہاں ہے۔ تاراج امید کو حاصل حیاتِ نا امیدی (یاس) سے ہے...... بدقسمتی سے مجھ کو حاصل نا امیدی کہاں ہے نا امیدی سے امید کو حاصل حیات ہے لیکن وائے قسمت مجھے نا امیدی ہی کب حاصل ہے (یہ میری بدنصیبی ہے کہ میں نا امید نہیں ہوں)

مایوسی

تمنا کا نہیں تھمتا ہے طوفاں
ہمارا درد شاید جاوداں ہے
مٹا دیتی ہے جو غم ہائے امید
خدا جانے وہ مایوسی کہاں ہے



નાદાની

થઇ ગઇ એ હતી જે થવાની
ના હતી વાત મારા તાબાની
પાપ જેને કહે જગત તે છે
પ્રેમની નિષ્કલંક નાદાની

અયરા

અયરા ઇન્સાનને હેવાન બનાવી દે છે
માનવીઓને એ શેતાન બનાવી દે છે
અયરાના કેફથી તો મોત છે બહેતર 'સાબિર'
અયરા તો રૂહને બેજાન બનાવી દે છે

نادانی

ہوگئی جو ہونی تھی...... بات مرے قبضۂ قدرت میں نہ تھی

دنیا جسے گناہ کہتی (وہ) ہے (وہ) محبت کی نادانی

نادانی

مجھے ہاں یہ تسلیم ہے جان و دل سے
مرے ذمے لاکھوں پشیمانیاں ہیں
مگر پاپ کہتی ہے جن کو یہ دنیا
محبت کی معصوم نادانیاں ہیں



عیش

عیش انسان کو حیوان بنا دیتا ہے، اور آدمی کو شیطان بنا دیتا ہے

خمارِ عیش سے تو موت ہے بہتر صابر...... عیش تو روح کو بے جان بنا دیتا ہے

عیش ہر آدم کو شیطان بنا دیتا ہے...... وہ آدمیوں کو شیاطین بنا دیتا ہے

عیش کی سرمستی سے موت ہے بہتر صابر عیش تو روح کو بے جان بنا دیتا ہے

عیش

زر، طبیعت کو پریشان بنا دیتا ہے
شہر اخلاق کو ویران، بنا دیتا ہے
الاماں، عیش مسلسل ہے وہ کیفِ مکروہ
جو فرشتے کو بھی شیطان بنا دیتا ہے



گدا پیشہ

سنا جو ایک دن نہ رہ محبت ہی رکھتی ہے
عزیز زمان دسے وفا کی تو پروانہ رکھتی ہے

[illegible]

પ્રણય

કહેતા તે આજ દી' એ પ્યાર ક્યાં છે ?
સનમ પર ખાક રે એ પ્યાર ક્યાં છે ?
વફાની વાસની ખુશ્બો ના મીઠે
પ્રણય આપે હવે એ પ્યાર ક્યાં છે ?

عیاں

محبت دنیا کی نظر میں عیاں ہے
[illegible]

પ્રાપ્ય

પ્રેમ દુનિયાની નજરમાં પાપ છે
પાપી નજરનાં મન ઉપર એ છાપ છે
દિલ જે ઉમાં કર છે પ્રેમમાં
એ પ્રભુ પર પ્રેમીઓના આપ છે

[illegible]

لب پہ تیرے شگفتہ قیامت کے دن تک
محبت کا جاری رہے گا ترانہ
ترانوں کو جو آئیں گے غرق کرنے
انہیں غرق کرتا رہے گا ترانہ

کسک۔ ٹیس

تھا جو ایک دن یار وہ بُت عیار کہاں ہے...... صنم پر جان دے وہ الفت پروانہ وار کہاں ہے
بوئے وفا سے گل نہیں مہکتے۔ کیوں اب بوئے وفا سے گل نہیں مہکتے
جس سے ٹیس اُٹھے اب وہ خار کہاں ہے، کسک دے وہ خار اب کہاں ہے
خلش پیدا ہو وہ خار اب کہاں ہے

ٹیس

للّٰہ بتاؤ تو کوئی یار کہاں ہے
اور یار بھی آئے تو خریدار کہاں ہے
چبھتی ہے جو سینے میں کدھر ہے وہ محبت
جو گل سے بھی رنگین ہے وہ خار کہاں ہے



عصیاں

محبت دنیا کی نظر میں عصیاں ہے (جہانِ عاصی) عاصی جہاں کے دل پر منقش پر یہ خیال ہے
رکاوٹیں جو کھڑی کرتے ہیں راہِ محبت میں ان سبھوں کے حق میں عشاق کی بددعا ہے
پریم دنیا کی نظر میں پاپ ہے، پاپی جگ کے من پر یہ چھاپ ہے
رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں جو راہِ محبت میں...... ان سب پر عشاقوں (پریمیوں کا) سراپ ہے

ترانہ

لبِ زندگی پر قیامت کے دن تک
محبت کا جاری رہے گا ترانہ
ترانوں کو جو آئیں گے غرق کرنے
انہیں غرق کرتا رہے گا ترانہ

[illegible]

ખુશીનું આગમન

દુઃખોથી દૂર જગમાં આપણાની આ અંજુમન થાશે!
વસંતોથી ભર્યું પાનખરનું આ ચમન થાશે!
અને સમજાવશો કોણ છે આ શો ભેદ કુદરતના
કે મારી આંખની મહેફિલમાં ખુશીનું આગમન થાશે!

[illegible]

કેમ ભૂલું

ખારો એ કંટકોનો હું પ્યાર કેમ ભૂલું!
ચમનમાં જે કામ આવ્યા એ ખાર કેમ ભૂલું!
ઝિંદગી વનોમાં દીઠાં બધાં ખારોનાં ભાવાં
ભૂલાયા એ કંટકોના આભાર કેમ ભૂલું!

[illegible]

خوشی کی آمد

غم واندوہ سے سرشار جہاں میں عیش کی انجمن کس لئے؟...... خزاں زدہ اک چمن پر بہاریں چھا گئیں کس لئے......؟ مجھے کوئی یہ سمجھائے کے یہ کیا قدرت کے بھید ہیں کہ

میری محفل میں خوشی کی آمد کس لئے۔ میری محفل میں خوشی کی آمد کا کیا سبب ہے؟

مجھے کوئی یہ سمجھائے کہ اس میں مضمر رازِ قدرت کیا ہیں!

خوشی کی آمد

سیاہیوں کی طرف یہ کیسا جلوس تابندہ آ رہا ہے
مری کراہوں کی انجمن میں یہ کون بربط بجا رہا ہے
یہ بھید کیا ہے، یہ کھیل کیا ہے، کوئی بتا دے یہ رازِ قدرت
ارے، مرے سرخ آنسوؤں میں یہ کون گھونگٹ اُٹھا رہا ہے



کیسے فراموش کردوں

عزیز وا خاروں نے جو مجھ سے محبت کا برتاؤ کیا ہے اسے کیسے بھول جاؤں وہ تو میرے غم کے مونس یارِ غار تھے...... یعنی ایسے وقت میں کام آئے جب کہ میں گرفتارِ بلائے غم تھا

انہوں نے جنگلوں وویرانوں میں میرے پاؤں کے چھالے، آبلہ پا۔ چھوڑے

ایسے عزیز خاروں کا احسان کیسے بھول جاؤں، یاروان خاروں کی محبت کو کیسے فراموش کردوں

جنگلوں میں چھالے میرے پیروں کے دل سے پھوڑے

دل سے یہاں بہت خیال سے مراد ہے یا خود بخود...... ان خارِ عزیزاں کا، احسان کیسے فراموش کردوں

بھلا دوں کیوں کر

آرام میں پیاروں کو بھلا دوں کیوں کر
میں ساتھ کے یاروں کو بھلا دوں کیوں کر
رنگین بنائے تھے جنہوں نے تلوے
ان دشت کے خاروں کو بھلا دوں کیوں کر

مٹی

لطف حیات سے سرشار ہو جا
پی کر جام حیات مخمور ہو جا
ہاتھ میں مٹی لیکر پھر سوچ لے
بعد اس کے اگر چاہے تو ہو جا مغرور ہو جا
بعد ازاں مغرور ہو یا پانی ہو جا

માટી

જિંદગીના કેફમાં ચકચૂર થા
થા જીવનના જામથી મખમૂર થા
હાથમાં માટી લઈને સોંચ તું
એ પાણી થા, થા ! ભલે મગરૂર થા !

بجلی پر رکھو طوفان کی ایک جھلکی
پھر اس پہ پھونک مار کر اور گزار دے
بستی اتنی سی ہستی ہے اے یار تیری
بکھر کے پھر بھی ہستی پر بہار دے

ناامیدی

وصال محبت جذبات کو مٹاتا ہے
وصال تو محبت کے دیا کو بجھاتا ہے
ناامیدی میں ہی ہے امید کی جان
ناامیدی محبت کو جھولے جھلاتی ہے

નિરાશા

મિલન તો ભાવનાઓને મિટાવે
મિલન તો પ્રેમ જ્યોતીને બુઝાવે
નિરાશામાં જ છે આશાનું જીવન
નિરાશા પ્રેમને ઝૂલા ઝુલાવે

وصال صنم کی تمنا نہ کرنا
وصال صنم ہے آگ کا بگولا
اجالوں کو دیتے ہیں رونق اندھیرے
محبت کو آپ جھلاتی ہیں جھولا

مٹی

کیفِ حیات سے سرشار ہوجا...... پی کر جامِ حیات مخمور ہوجا
ہاتھوں میں مٹی لے کر پہلے سوچ لے...... بعد اس کے اگر ہونا ہے تو ہوجا مغرور ہوجا
بعد اس کے مغرور ہوا چاہے تو ہوجا

مٹی

ہتھیلی پہ رکھ، خاک کی ایک چٹکی
پھر اک پھونک مار اور اس کو اُڑا دے
بس اتنی سی ہستی ہے اے یار تیری
تکبر کے، پھر بھی ہیں تن پر لبادے



ناامیدی

وصال تو محبت جذبات کو مٹاتا ہے
وصال تو محبت کی ضیاء کو بجھاتا ہے
ناامیدی میں ہے، مضمر امید کی جان...... امیدیں، محبت کو جھولا جھلاتی ہے

آہیں

وصالِ صنم کی تمنا نہ کرنا
وصالِ صنم آگ کا ہے بگولا
اُجالوں کو دیتے ہیں رونق اندھیرے
محبت کو آہیں جھلاتی ہیں جھولا



چراغ اُمید

આશા દીપક

ઘેરઈ જમાનાની હું જો કે ફિકર શું છે?
શું સ્વપ્નોના ફેરા છે ને ગમની હવા શું છે?
દીપક ક્યાં અંધારાનું બાહેર ન નીકળ 'સાબિર'
નાદાન ન બનીશ હું દુનિયાની હવા શું છે?

جاودانی - ابدیت

زندگی پیغام موت بن کر آتی ہے

અમરતા

જિંદગી મોતનો પયગામ બની આવે છે
મોત આવીને ફનાઓને બકા આપે છે
હું શહાદત થકી કર પ્રાપ્ત અમરતા 'સાબિર'
વીર જીવનને લે પામે છે, મરી પામે છે

چراغ

تو دیکھ بے درد زمانے کی فضا کیسی ہے
کیسی چرخ کی گردش، غم کی گھٹا کیسی ہے...... چراغ امید لے کر باہر نہ نکل صابؔر
تو جانتا نہیں نادان دنیا (زمانے) کی ہوا کیسی ہے

چراغِ امید

جھونکوں کے اُدھم سے ہے فضا ناہموار
ہلچل ہے بپا کانپ رہے ہیں گل زار
جاتا ہے کدھر لئے چراغِ امید
آندھی آئی ہوئی ہے، صابؔر ہشیار



جاودانی۔ ابدیت

زندگی پیغامِ موت بن کر آتی ہے
موت آ کر فنا کو بقا کا جام پلاتی ہے...... تو شہادت سے جاودانی حاصل کر صابؔر
بطلِ شجاعت، زندگی مر کے پاتا ہے

حیاتِ جاوداں

پیامِ زندگی، آہ و فغاں ہے
کہ وہ اک شکلِ مرگِ ناگہاں ہے
شہیدِ عشق کی ہاں موت واللہ
حقیقت میں حیاتِ جاوداں ہے



چراغ نور

ચિરાગે નુર

વિરહની જ્વાળા થકી તું નૂર થા
નૂર થઇ દિલથી કદી ના દૂર થા
તુજ માહીં પણ છે ખુદાની જ્યોત જો
થા! જગત કાજે ચિરાગે નૂર થા!

شبنم

શબનમ

ચમનની યાદમાં બુલબુલ રડે છે
અને બુલબુલની યાદે ગુલ રડે છે
નથી 'સાબિર' એ કંઇ શબનમના બિંદુ
રડે છે ગુલ, કદી બુલબુલ રડે છે

چراغ طور

شعلۂ ہجر سے تو نور ہو جا۔ تو نور ہو جانا

نور بن کر تو بعید از دل نہ ہو جا۔ دل سے دور نہ ہو جانا

تیرے اندر بھی پرتوِ نورِ خدا ہے...... ہو جا دنیا کے لئے تو چراغ طور ہو جا

چراغِ طور

شرابِ عاشقی سے چور ہو جا
جو ممکن ہو سراپا، نور ہو جا
خدا کی شان پیدا کر چلن میں
ارے بندے، چراغِ طور ہو جا



شبنم

چمن کی یاد میں بلبل اشکبار ہے

اور بلبل کی یاد میں گل اشکبار ہے۔ سینہ فگار ہے

نہیں ہیں صابر کچھ وہ شبنم کے قطرے...... روتا ہے گل کبھی بلبل اشکبار ہے

شبنم

صبح اُٹھ کر دیکھ اے مردِ خدا
آنسوؤں سے منھ کو دھوتا ہے چمن
گل بھی ہے افسردہ، بلبل بھی اُداس
پردۂ شب نم میں روتا ہے چمن



ભૂલાયું નહીં

દર્દ આ કયાંથી થયું પેદા એ સમજાયું નહીં
ભાનની દુનિયા માંહીં મારાથી જીવાયું નહીં
ભૂલવા એ દુઃખ મદિરાપાન હું કરવા ગયો
બેખુદીમાં પણ ઉગરતું દર્દ ભૂલાયું નહીં

શું જાણે

હૃદયના ઊંડાં અંતરના કોઇ આઘાત શું જાણે?
રહે જે રોશનીઓમાં સદા એ રાત શું જાણે?
ન વાચા કહી શકે જેને–ન સમજાવી શકે ભાષા
જે કહેવાયે છે આંખોથી કોઇ એ વાત શું જાણે?

بھول جایا نہیں

یہ درد کہاں سے پیدا ہو سمجھا جایا نہیں...... ہوش و خرد کی دنیا میں مجھے، جیا جایا نہیں
بھولنے وہ غم پینے گیا میں جام مگر...... بے خودی میں بھی درد مگر بھول جایا نہیں

بھلایا نہیں جاتا

وہ درد کا ایواں ہے کہ ڈھایا نہیں جاتا
وہ داغ ہے دل میں کہ مٹایا نہیں جاتا
پیمانے پہ پیمانہ پئے جاتا ہوں صابر
اور غم ہے کہ کم بخت بھلایا نہیں جاتا



کیا جانے

دل کی گہرائیوں تک پہنچنے میں جو صدمے کوئی کیا جانے
جو سدا روشنی میں رہتا ہے تاریکیٔ شب کو کیا جانے
نہ زباں جس کو کہہ سکے نہ کلام جس کو سمجھا سکے
جو آنکھ سے کہی جا سکے اس بات کو کوئی کیا جانے

کیا جانے

جس رات میں نیند آتی ہی نہیں اس رات کو کوئی کیا جانے
آرام کی ہنستی دنیا میں آفات کو کوئی کیا جانے
پلکوں پہ لرزتی ہے جو صدا کون اس کو سنے سب بہرے ہیں
آنکھوں سے ادا جو ہوتی ہے اس بات کو کوئی کیا جانے



سب رند و مست اشکبار ہیں
صراحی ساتھ پیمانے بھی اشکبار ہیں
خدا جانے ساقی کیوں خوش ہے
موت پر میری میخانہ (بھی) اشکبار ہے
રડે છે

اہلِ میخانہ اشکبار ہیں

બધા રીંદો ને મસ્તાના રડે છે
સુરાહી સાથે પયમાના રડે છે
ખુદા જાણે કે ખુશ છે કેમ સાકી!
મરણ પર મારા મયખાના રડે છે

تو کیا ہوتا

جو دشمن ہے میرا اگر یار ہو جاتا تو کیا ہوتا
جگر کا درد اگر درمان ہو جاتا تو کیا ہوتا
مجھے نفرت سے پیار ہے اور پیار بھی کیسا
اگر اس کی نفرت پیار ہو جاتی تو کیا ہوتا

તો શું થાતે ?

જો દુશ્મન છે તે મારો યાર થઇ જાતે તો શું થાતે !
જીગરનું દર્દ જો ઉપચાર થઇ જાતે તો શું થાતે !
મને ધિક્કાર પર છે પ્યાર ને એ પ્યાર પણ કેવો !
કદી ધિક્કાર એનો પ્યાર થઇ જાતે તો શું થાતે ?

سب رند اشکبار ہیں

صراحی کے ساتھ پیمانے بھی اشکبار ہیں

خدا جانے ساقی کیوں خوش ہے

موت پر میرے میخانہ (بھی) اشکبار ہے۔ اہلِ میخانہ اشکبار ہیں

اشکبار

میت پہ مری ہے سوگواروں کی قطار
ہر آنکھ ہے اشک بار ہر دل ہے فگار
شاید مری بخشش سے ہے ساقی آگاہ
تنہا وہ خوش ہے رو رہے ہیں مے خوار



تو کیا ہوتا

جو دشمن ہے میرا اگر یار ہو جاتا تو کیا ہوتا

جگر کا درد اگر درماں ہو جاتا تو کیا ہوتا...... مجھے نفرت سے پیار ہے اور پیار بھی کیسا

اگر اس کی نفرت پیار ہو جاتی تو کیا ہوتا

تو کیا ہوتا

مجھے جب اس کی نفرت پر بھی اتنا پیار آتا ہے
اگر اس پر لگاوٹ کا گماں ہوتا تو کیا ہوتا
جب اتنی بے وفائی پر بھی مجھ کو عشق ہے اس سے
خداوندا اگر وہ مہرباں ہوتا تو کیا ہوتا



خودداری

تصویر کر دل میں کیوں نہیں رکھتا ہوں
خودی کو کھو کر کیوں [illegible] کرتا ہوں
فرقت میں کیوں دیدار صنم نہیں پاتا ہوں
زندگی میں بے موت کیوں مرتا ہوں

[illegible]

દર્શન

ન કાં તસ્વીર હું દિલમાં ધરું છું
ખુદીને ખોઇ હું કાં કરગરું છું
વિરહમાં કાં સનમ દર્શન ન ચહું
વગર મોતે જીવનમાં કાં મરું છું

شوکت و عظمت

میں دیکھوں تجھ کو پھولوں میں اور ان پنکھڑیوں میں
مجھے یا رب خلوص عطا کر تبرکوں میں یا رب میری تبرکوں میں
رضا پر رہوں راضی عنایت اب عقیدت کر
اور زندگی کی سادگی میں [illegible]
عطا شوکت و عظمت کر

[illegible]

ભવ્યતા

નિહાળું હું તને પુષ્પો મહીં ને પાંખડીઓમાં
મને ધારણ નિખાલસતા અતા કર અંજલીઓમાં
રજામાં હું રહું રાજી ઇનાયત આસ્થા એ કર !
અને કર ભવ્યતા અર્પણ જીવનની સાદગીઓમાં

دیدار

تصویر کو دل میں کیوں نہیں رکھتا ہوں

خودداری۔ خودی کو کھو کر کیوں (عبث) گڑگڑاتا ہوں

ہجر میں کیوں دیدارِ صنم نہیں پاتا ہوں...... زندگی میں بے موت کیوں مرتا ہوں

دیدار

جو دل میں جمالِ دل ربا پاتے ہیں
وہ دید کے چکر میں نہیں آتے ہیں
جو ہجر میں دیکھتے نہیں روئے صنم
وہ حسرتِ وصل سے مرجاتے ہیں



شوکت وعظمت

میں دیکھوں تجھے پھولوں میں اور (برگوں) پنکھڑیوں میں...... خلوص عطا کر یارب میری تکبیروں میں

رضا پر ہوں راضی، عنایت ایسی عقیدت کر، اور زندگی کی سادگی

عطا کر شوکت وعظمت

عطا کر

خس وخار میں بھی ترا جلوہ دیکھوں
الٰہی مجھے وہ بصیرت عطا کر
جو مرضی ہو تیری، وہ مرضی ہو میری
وہ گہری نظر، وہ عقیدت عطا کر
مری شام کو صبح کا نور دے دے
مری سادگی کو جلالت عطا کر

کرم

نہ ازدھی عقیدت بعض مناجاتوں پہ مت رکھ
غلط سے دون پرتو الوالعزم مضبوطیہ نہ باندھ - جھوٹ
عبادت کے غرور عبادت کو ترک کرکے
توکل کر کرم کی التجا کر

مناجات ہے
تیرا ہر تسبیح کی تقلید سے
جب سے آنکھ نقش الہی سے دور
استعانت خود بیچارہ عبادت سے

કૃપા

ન કર તું અંધશ્રદ્ધા પ્રાર્થના પર
ન આશા બાંધ ખોટી ભાવના પર
ઇબાદતના તકબ્બુરને ત્યજીને
ભરોસો કર કૃપાની યાચના પર

استقبال -

بہتوں کے بہت ہیں احسان باقی ہیں
بہت سے دردوں کے درمان باقی ہیں
یہ سمجھو کامران ہوئی زندگانی
ابھی استقبال موت باقی ہے

بہت لوگوں کے احسان باقی ہیں
بہت سے دردوں کے درمان باقی ہیں
صابر نہ سمجھو زندگی کامیاب و کامران ہے
ابھی موت کا استقبال کرنا باقی ہے

صابر نہ سمجھو یہ زندگی کامیاب و کامران ہے

کتنے احسان، کتنی نیکیاں، کتنے ہی درد
توڑنا باقی ہے ... جان ابھی
ہوش ... اے حیات کامران
موت کا کرنا ہے استقبال ابھی

સત્કાર

ઘણાંના છે ઘણા આભાર બાકી
ઘણાં દર્દોના છે ઉપચાર બાકી
સફળ જીવન થયું 'સાબિર' સમજના
હજી છે મોતના સત્કાર બાકી

کرم

تو اندھی عقیدت مناجاتوں پر نہ رکھ
غلط بندوں پر تو اولعزم منصوبے نہ باندھ
غرورِ عبادت کو ترک کر کے، توکل کر کرم کی التجا کر

کارِ سیاہ

تیری ہر بندگی ہے اک کارِ سیاہ
تیرا ہر سجدہ کھوکھلا ہے واللہ
جس سے آتا ہے نفسِ انساں میں غرور
اے عابدِ خود بیں، وہ عبادت ہے گناہ



بہت سے لوگوں کے احسان باقی ہیں
بہت سے دردوں کے ارمان باقی ہیں
صابر نہ سمجھ یہ کہ زندگی اب کامیاب و کامران ہے
ابھی موت کا استقبال کرنا باقی ہے

استقبال

کتنے احساں، کتنی چیتیں، کتنے درد
توڑنا باقی ہیں لاکھوں جال ابھی
ہوش میں آ، اے حیاتِ کامراں
موت کا کرنا ہے استقبال ابھی



મહોબ્બત

જીવનમાં તાજગી લાવે મહોબ્બત
જીવનના ભેદ સમજાવે મહોબ્બત
જગતની ઘાતકી એ ક્રૂરતાને
ગળીને પ્રેમ – અપનાવે મહોબ્બત

۲۱

تدبیر

دیکھ کر قلم تیغ دل ۔ دیکھ کر اقیان وہ بھی پار کر گئے
ارادے مجدھار میں بھی راستہ بنا گئے ۔
گو رشتہ تقدیر مخالف تھا ۔
تدبیر میری دیکھ کر ستارے بدل گئے

તદબીર

કોઇને દિલની આસ્થા એ પાર તરી ગયા
મઝધારમાંય માર્ગ – ઇરાદા – કરી ગયા
તકદીરનાં લખાણ વિરોધી હતાં છતાં
તદબીર મારી જોઇ સિતારા ફરી ગયા !

کشتی دریں الٹی مخالف ہوا کے
دریا کے منجدھار سے کنارے بدل گئے
تدبیر نے وہ معجزہ دکھا دیا کہ تقدیر کے
تمام ستارے تبدیل ہو گئے

محبت

محبت زندگی میں تازگی لاتی ہے...... محبت زندگی کے راز سمجھاتی ہے
جہان کی اس قاتل قساوت کو...... محبت محبوب کر کے اپناتی ہے

محبت

وحدت کے جب اسرار بتاتی ہے محبت
کانٹوں میں بھی سو پھول کھلاتی ہے محبت
انسان کو شیطان کے چنگل سے چھڑا کر
اللہ کے پہلو میں بٹھاتی ہے محبت



تدبیر

دیکھ کر محکم یقینِ دل، دیکھ کر ایقان وہ بھی پار کر گئے
ارادے منجدھار میں بھی راستہ بنا گئے
گرچہ نوشتۂ تقدیر مخالف تھا
تدبیر میری دیکھ کر ستارے بدل گئے

تدبیر

کشتی مری، لڑی جو مخالف ہواؤں سے
دریائے روزگار کے دھارے بدل گئے
تدبیر نے وہ دھوم مچا دی کہ چرخ پر
تقدیر کے تمام ستارے بدل گئے



عدم اعتماد ۔

ستمگر تیری کون خطا نہیں ۔ تو یاد کرتا ہے (یہی) تیری عطا ہے

مجھے تجھ پہ ذرا اعتماد نہیں ۔ زبردستی کیوں [illegible]

مجبور کرے اس دو جہاں تجھ پہ بھی اعتماد

اے ستمگر [illegible] تری حرکتِ جفا سے کیا غرض

خشکی میں [illegible] سے اترا ، اے کشتیٔ عمرِ رواں

جب خدا ہے پشت پر تو ناخدا سے کیا غرض

[illegible]

ભરોસો

સિતમગર કોઈ ના તારી આશા છે
કરે છે યાદ તું તારી આશા છે
નથી ભરોસો અને મારી વફા પર
તેા ઝુલમો કાં કર્યું તું બેવફા છે

[illegible]

اثر باقی نہیں ۔

[illegible]

અસર બાકી નથી

મદિરા રંગમાં દિલને હમેશાં ચેન આપે છે
મદીરા, એ ખાનીને દિલ તણા ગમને મિટાવે છે
અને સમજાવ્યુ મયમાં કાં અસર બાકી નથી સાકી
મદિરા આજે કાં દિલને વધુ દુઃખપૂર્ણ બનાવે છે

[illegible]

اعتماد

ستمگر تیری کوئی خطا نہیں، تو یاد کرتا ہے (یہ بھی) تیری عطا ہے

مجھے اپنی وفا پر اعتماد نہیں، تو پھر تجھ سے کیوں کہوں تو بے وفا ہے...... کیسے کہوں تو بے وفا ہے

خجل ہوں

بُری جب دہر کی آب و ہوا ہے
تو پھر تیری ستمگر کیا خطا ہے
میں خود اپنی وفا سے جب خجل ہوں
تو کس منھ سے کہوں تو بے وفا ہے



اثر باقی نہیں

بنتِ عنب ہمیشہ تسکینِ دل رنجور ہے، مسیحا بن کے غم دل کو مٹاتی ہے

مجھے سمجھاؤ، مے میں کیوں اثر باقی نہیں ہے ساقی...... شراب کیوں آج کل دل کو زیادہ غمگین بنادیتی ہے

شراب دلِ رنجور کے لیے ہمیشہ سے راحت بخش ہے

غمِ دل کو وہ مسیحا بن کے مٹاتا ہے، ساقی یہ مجھے سمجھا کہ

شراب میں اثر کیوں نہیں رہا، اب شراب دل کو زیادہ سرشارِ غم کیوں کرتا ہے

اثر باقی ہے

وہ مے جو ہر اک درد مٹا دیتی ہے
آہوں کو بھی آہنگ بنا دیتی ہے
ساقی یہ غضب کیا ہے کہ اب مجھ کو وہ مے
کچھ اور بھی افسردہ بنا دیتی ہے



પરવાના

દીપનાં પ્રેમ કદી ફરતા નથી
આત્મહત્યા એ કદી કરતા નથી
વિરહમાં એવાય પરવાના દીઠા
જે બળે છે પણ બળી મરતા નથી

ધરતી

વિચારી જો જરા ગાફીલ કે કાલે શું થવાનું છે
અહીં જે વાવશે આજે તે કાલે કાપવાનું છે
તું આ ધરતી ઉપર રહેનારો માનવજીવ સમજી લે
કે તારે જોતજોતામાં જ ધરતીમાં જવાનું છે

پروانہ

طواف چراغ وہ کبھی کرتے نہیں......خودکشی وہ کرتے نہیں کبھی
ایسے دیکھے پروانے جو ہجر میں...... جلتے ہیں پہ جل مرتے نہیں

پروانہ

مغلوب نہیں ہوتے جو پنجۂ وحشت سے
دامن کبھی ایسوں کے صدچاک نہیں ہوتے
اے شمع حقیقت ہم تیرے ہیں وہ پروانے
جلتے ہیں مگر جل کر جو خاک نہیں ہوتے



دھرتی

غور کرلے غافل کل کیا ہونا ہے
آج کا جو بویا ہے پھل اس کے کل پانا ہے۔کل اس کے پھل پانا ہے
تو اے دھرتی باشی انسان سمجھ لے رکھ
کہ تجھے دیکھتے ہی دیکھتے دھرتی بن جانا ہے
تجھے آنا فانا میں دھرتی اندر جانا ہے

دھرتی

اس زمیں پر ہم تنے ، پل بھر میں تن کر رہ گئے
خاک سے پیدا ہوئے تھے ،خاک بن کر رہ گئے



[illegible]

خدا کا شکر برق گر رہی ہے

[illegible]

عنوان سے دیا جب، خوشی کا دریچہ کھول دیا

ملی جب آہ سے فرصت، نیا ترانہ بنا
ہزار شکر ہے اک طرح تو نکل آئی
گری جو برق تو اک تازہ آشیانہ بنا

[illegible]

سالگرہ

سالگرہ

[illegible]

اے برادر، تو وقت سال گرہ
کیا تصور دیکھ رہا ہے آگاہ!
[illegible] فرما دی!!
[illegible] تو ناہ!!!

[illegible]

موقع

خدا کا شکر برق گری ہے...... تباہی ایک نئی امنگ کو بیدار کر رہی ہے (کہ)
نئی وضع کا اب آشیانہ بناؤں گا...... مجھے یہ ایک انوکھا موقع ملا ہے
خدا کا شکر کہ بجلی گرنے پر...... آشیانہ تباہ ہوا تو دل میں ایک نئے خیال کو تحریک ملی
کہ اب نئی وضع کا آشیانہ بناؤں گا برق کے گرنے سے...... ایک انوکھا موقع مجھے حاصل ہوا ہے

آشیانہ

غموں نے دل میں خوشی کا دریچہ کھول دیا
ملی جب آہ سے فرصت ، نیا ترانہ بنا
ہزار شکر کہ اک طرحِ نو نکل آئی
گری جو برق تو اک تازہ آشیانہ بنا



سالگرہ

تو خوشی سے کیوں اتنا پھولا نہیں سماتا...... اور یوں مسرور ہو کر کیوں مسکراتا ہے
گرہ سال سے زندگی کی رسی تو گھٹتی ہے، مختصر ہو جاتی ہے...... کیوں نادان تو اس کا خوش ہو کے جشن مناتا ہے
سال میں گرہ لگتی ہے اس سے حیات کی
رسی تو مختصر ہوتی جاتی ہے تو پھر سالگرہ تو خوشی خوشی اے ناداں کیوں مناتا ہے
اور اتنی خوشی کرتا ہے کہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا اور یوں مسرور ہو کر مسکراتا ہے
(بھلا سالگرہ بھی کوئی خوشی کا موقع ہے یہ زندگی کی خبر دینے والا ہے)

سالگرہ

اے برادر بوقت سالگرہ!
کس قدر دھوم دھام ہے اَخاہ
زلف مستی ، دراز فرمادی
رشتہ عمر جب ہوا کوتاہ

جھلک

الٰہی کرم کر اپنا مجھ پر
جو دنیا ہے سبھوں کو دے مجھے بس
جھلک مجھ کو تری صفت کی عطا کر

ઝલક !

ઇલાહી મુજ ઉપર તારી કૃપા કર
હું નાલાયક છતાં મુજ પર દયા કર
જે દેવું છે બધાને દે, મને બસ
ઝલક તારા સિફતની કંઇ અતા કર !

દુનિયા

ભલો તું થા તો દુનિયા પણ ભલી છે
ખરો તું થા તો દુનિયા પણ ખરી છે
હકીકતમાં જો તું જોશે તો 'સાબિર'
બુરાઓથી જ આ દુનિયા બુરી છે

جھلک

الٰہی کر کرم اپنا مجھ پر۔ ہوں ناسزاوار پھر بھی مجھ پر رحم کر

جو دنیا ہے سبھوں کو دے، بس

جھلک کچھ تری صفت کی عطا کر

صفت

اوروں کو غریقِ بحرِ نعمت کر دے

ان کے لیے دوزخ کو بھی جنت کر دے

اس بندۂ ناچیز کو لیکن مولےٰ

اپنی صفتِ کرم عنایت کر دے



دنیا

بھلا ہو تو دنیا بھی بھلی لگتی ہے

سچا ہے تو دنیا بھی سچی لگتی ہے

فی الحقیقت اگر دیکھے تو صاؔبر...... بُرا ہونے سے یہ دنیا بُری لگتی ہے

دنیا

تجھے یہ بات کیا سمجھائے صاؔبر

یہ اچھی زندگی ہے یا بُری ہے

بھلا تو ہے تو اچھا ہے زمانہ

بُرا تو ہے تو کُل دنیا بُری ہے



تصویر - تشبیہ تصویر

قدم اٹھتے نہیں - وحشت جنوں کیا کیا کرشمے دکھلاتا ہے
(خیال؟) شبیہ دلبر دلربا سامنے آکر ہر لحظہ ستاتی ہے
قدم میں اٹھاؤں پر قدم اٹھتے نہیں صابر
کہ ہر ذرے میں یہ دلدار اپنی صورت دکھاتا ہے

(ف) تصور نے بنا دیا
وہ اس طرح [illegible] شکل بن گئی ہوں
ہر قدم پر [illegible] جاؤں
[illegible] ہر ذرے میں [illegible] جاؤں

સુરત

કદમ ઊઠતા નથી દીવાનગી શું શું બતાવે છે
છબી દિલબરતણી હરદમ મને આવી સતાવે છે
કદમને હું ઉઠાવું પણ કદમ ઊઠતાં નથી 'સાબિર'
કે હર રજકણ અહીં એ પ્રેમદા-સુરત બતાવે છે

شباب

زمانے کی خاکستر میں ڈھونڈ رہا ہوں
نہیں پاؤں گا پھر بھی ڈھونڈتا رہا ہوں
ضعیفی میں خم ہوگئی ہے کمر
زمیں میں شباب ڈھونڈ رہا ہوں

જવાની

સમજી સ્વપ્નમાં ખોળી રહ્યો છું
નહીં પામું છતાં ગોતી રહ્યો છું
જઈફીમાં કમર વાંકી વળી છે
જવાની ખાકમાં શોધી રહ્યો છું

جھونکا تھا اک، شباب کا آیا چلا گیا
اک ذرا تھی حیات، حباب سی بکھر گئی
کل تک تن کے دیکھتا تھا سا گل فام تھے کہاں
اب جھک کے ڈھونڈتا ہوں جوانی بکھر گئی

شبیہ۔ تصویر

قدم اُٹھتے نہیں، جنوں کیا کیا کرشمے دکھلاتا ہے

(خیال؟) شبیہ دلربا سامنے آکر ہر لحظہ مجھے ستاتی ہے

قدم میں اُٹھاؤں پر قدم اُٹھتے نہیں صابرؔ...... کہ ہر ذرّے میں یار اپنی صورت دکھاتا ہے

تصور

اُف تصور سے تنگ ہوں صابرؔ
وہ میرے ساتھ ہے جدھر جاؤں
ہر قدم پر ہے، یار کا ، دیدار
ہائے میں کیا کروں کدھر جاؤں؟



شباب

زمانے کی خاکستر میں ڈھونڈ رہا ہوں

نہیں پاؤں گا پھر بھی ڈھونڈ رہا ہوں

شیب میں خم ہوئی ہے کمر...... (گویا) شباب ڈھونڈ رہا ہوں

شباب

جھونکا تھا اک شباب کہ آیا چلا گیا
اک زلف تھی حیات، جو پل میں بکھر گئی
کل تن کے دیکھتا تھا کہ گل فام ہیں کہاں
اب جھک کے ڈھونڈتا ہوں جوانی کدھر گئی



ھم صبر

زنجیر

خم میں بھی اب تاثیر کہاں ہے
(خود) فراموشی کی کوئی تدبیر کہاں ہے
میں توڑ کر پھر آزاد ہو جاؤں
بتلاؤ الفت کی زنجیر کہاں ہے

[illegible]

سुरामांये हवे तासीर क्यां छे!

સુરામાંયે હવે તાસીર ક્યાં છે!
વિસરવાની કોઈ તદબીર ક્યાં છે!
હું તોડીને ફરી આઝાદ થાઉં
બતાવો પ્રેમની જંજીર ક્યાં છે!

ارمان

ابھی الفت میں جو زندہ ہے بے جان بنا دیتا ہے
روح کو مہمان جنان بنا دیتا ہے
حسن بھی کرتا ہے سجدے صابر
موت کو جو ارمان بنا دیتا ہے

અરમાન!

પ્રેમમાં જિગરને જે બેજાન બનાવી દે છે
રૂહને, સ્વર્ગનો મહેમાન બનાવી દે છે
હુસ્ન પણ શુક્રના સજદાઓ કરે છે 'સાબિર'
મોતને કોઈ જો અરમાન બનાવી દે છે

کونین کو ... پہ جھکایا صابر – آفاق کو ... بنایا صابر
قدموں پہ گرے ... تو ... بنایا صابر

زنجیر

......میں بھی اب تاثیر کہاں ہے......(خود) فراموشی کی کوئی تدبیر کہاں ہے

میں ٹوٹ کر پھر آزاد ہو جاؤں......بتلاؤ الفت کی زنجیر کہاں ہے

زنجیر

اب دردکو، پیمانہ بھی دھوکا نہیں دیتا
اب خم پہ صراحی بھی جھکائی نہیں دیتی!
اِس پاؤں میں مدت سے وہ زنجیر ہے جس کی
جھنکار تو سنتا ہوں دکھائی نہیں دیتی



ارمان

اپنی محبت میں خود کو جو بے جان بنا دیتا ہے
روح کو مہمانِ جہاں بنا دیتا ہے
حُسن بھی سجدۂ شکر بجالاتا ہے صابؔر
موت کو گر کوئی ارمان بنا دیتا ہے۔لیتا ہے

محبوب

کونین کو چوکھٹ پہ جھکایا صابؔر
آفاق کو محفل میں نچایا صابؔر
قدموں پہ مرے گری حیاتِ ابدی
جب موت کو محبوب بنایا صابؔر



જોઈને

જિન્દગીભર કોઈ ન જોયું રૂપ મનોહર જોઈને
આપ મેં જોયા સિતમ તુજને સિતમગર જોઈને
કાશ આ જીવન રહી તુજને ન જોતે આપ સનમ !
શું અને શું શું ન જોયું તુજને દમ ભર જોઈને

تیری اس طور سے فقط ایک بار — تب نے دیکھی جو تجھ کو ماہ جبیں
بن گیا آسماں حریف مرا — تل گئی میری دشمنی پہ زمیں
کھل گئی آج عقدہ دل پر جفا تیری — تب کہیں تجھ کو ...

પ્યાસ

મને સાકી હજી છે પ્યાસ બાકી
હજી છે આપના ઉલ્લાસ બાકી
સુરાહીઓ ઘણા હાથોને કરી છું
કે પીવાની રહી છે આસ બાકી

دیکھ کر

......عمر کچھ نہ دیکھا چہرۂ دل ربا دیکھ کر...... غم دیکھے میں نے تجھے ستم گر دیکھ کر
اس زندگانی میں نہ دیکھتا تجھ کو اے صنم...... کیا کیا نہ دیکھا یک لحظہ تجھے دیکھ کر
ہوش رُبا چہرہ دیکھنے کے بعد...... اب کوئی صورت دل کو نہیں بھاتی
تجھے ستمگر دیکھ کر لاکھوں ستم میں نے دیکھے

دیکھتا ہی نہیں

سرسری طور سے فقط اک بار
میں نے دیکھا جو تجھ کو ماہ جبیں
بن گیا آسماں حریف مرا
تل گئی میری دشمنی پہ زمیں
کاش اے دلبر جفا پرور
میں کبھی تجھ کو دیکھتا ہی نہیں



تشنگی

تشنگی ساقی ابھی باقی ہے
خواہشِ جام ابھی باقی ہے۔ جام سے لطف اندوز ہونے کی خواہش ابھی باقی ہے
تیرے ہاتھوں کو دعائیں دیتا رہتا ہوں...... پلا دے جام مل کے پینے کی ابھی آس باقی ہے

پیاس

جتنی بھی نکلتی ہے تمنا میری!
ندی مرے ولولوں کی چڑھ جاتی ہے
ساقی، ترے ہاتھوں کو دُعا دیتا ہوں
پیتا ہوں تو اور پیاس بڑھ جاتی ہے

منزل

بصد کلفت تمنا بار آور ہوتی ہے - امید بر آئی ہے

~~خوشی ہے دل میں کہ منزل ملتی ہے~~

~~[illegible]~~ ملتی ہے اسے وہ کس حالت میں [illegible]

~~[illegible]~~

برق گری منزل جل رہی ہے

[illegible]

મંઝિલ

મહા મહેનત પછી આશા ફળે છે
છે દિલમાં હર્ષ કે મંઝિલ મળે છે
મળે છે હાય! એ કેવી દશામાં
પડી છે વીજળી-મંઝિલ બળે છે

جوانی

جاوداں نہیں ہے زندگانی
زندگی کے حادثات ہونی فانی
جانی ہے جو چیز جا کر رہے گی
سچ ہے جوانی جانی ہے جوانی

[illegible]

محو حیرت کہ فانی ہے جوانی ساقی
دریا کی روانی ہے جوانی ساقی
[illegible]
ٹپکتا ہوا پانی ہے جوانی ساقی

જવાની

સદાકાળ માટે નથી જિંદગાની
જીવનની દશાઓ ફના છે થવાની
જવા ની એ વસ્તુ જઈને જ રહેશે
ખરૂં છે 'જવાની', જવા ની જવા ની

منزل

بصد محنت تمنا بارآور ہوتی ہے۔ امید برآتی ہے

خوشی ہے دل میں کہ منزل ملتی ہے

ملتی ہے ہائے وہ کس حالت میں...... برق گری منزل جل رہی ہے

منزل

نظر کے سامنے منزل تھی میری
لبوں پر تھا مسرت کا ترانہ
جو صحن باغ میں پہنچا تو دیکھا
دھڑا دھڑ جل رہا ہے آشیانہ



جوانی

جاوداں نہیں ہے زندگانی

زندگی کے حالات بھی من مانی۔ تصورات حیات بھی من مانی

جاتی ہے جو چیز جا کر ہی رہے گی...... سچ ہے جوانی، جاتی ہے جوانی

جوانی

صد حیف کہ فانی ہے جوانی ساقی
دریا کی روانی ہے ، جوانی ساقی
ساغر میں انڈیل جلد، پگھلی ہوئی آگ
بہتا ہوا پانی ہے ، جوانی ساقی



تمنا

جدائی کے دم بھرے گی تمنا
زندگی زندگی کرے گی تمنا
وصال تو نے تو زندگی برباد کر دی
اب تمنا ہی کو ترسا کرے گی تمنا

તમન્ના

જુદાઇના એ દમ ભરશે તમન્ના
જીવન ને જિંદગી કરશે તમન્ના
મિલન, તેં તો કર્યું બરબાદ જીવન
તમન્ના ને હવે તરસે તમન્ના

رونق

રોનક

માત્ર નેઅમત નથી મળી ગમની
છે મળી સલતનત બેઆલમની
કેવી રોનક છે એથી ગુલશનમાં
આંસુઓમાં છપી છે શબનમની

تمنا

جدائی کے دم گر بھرے گی تمنا...... زندگی، زندگی کی کرے گی تمنا
وصال تو نے زندگی برباد کر دی...... اب تمنا ہی کو ترسا کرے گی تمنا

وصل

بخشا دل کو بلا کا چھالا تو نے
فرقت کی بہشت سے نکالا تو نے
جس میں نظر آتا تھا جمالِ محبوب
اے وصل وہ شیشہ توڑ ڈالا تو نے



رونق

غم کی محض نعمت نہیں ملی
ملی ہے دو عالم کی سلطنت
اس سے گلشن میں کیسی رونق ہے
آنسو میں تصویر ہے شبنم کی

شب نم

دولتِ غم ہوئی ہے جب سے عطا
دل کے زیرِ نگیں دو عالم ہیں
سرخ آنکھوں میں یہ نہیں آنسو
پھول پر قطرہ ہائے شب نم ہیں



راحت

تم سے محبت کی میں پرورش کر رہا ہوں
جانکر تری محبت کی عادت کو میں
مجھے سمجھا تھا زندگی دل (راحت جان)
ہم تو نہ سمجھ گئے میری راحت کو

جب بار محبت کا اٹھایا میں نے
ہائے جاناں تیرا اسرار سمجھا یا میں نے
جب لوگ سے کیا خوشی کو ملے
تو غم تو کلیجے سے لگایا میں نے

રાહત

ગમથી પાળી રહ્યો છું ચાહતને
શું કરું પ્રેમની છું આદતને
જેને સમજ્યા'તા દિલ તણી રાહત
એ જ ભૂલી ગયા છે રાહતને

موتی

قدر آنسوؤں کی نہ پہچانی
نہ ان قطروں کی قیمت جانی
رہیں آنکھ میں تو محسوب ہوں موتی
بہیں آنکھوں سے تو ہو جائیں پانی

મોતી

કદર આંસુઓની કદી ના પિછાણી
ન કિંમત એ બિંદુઓની હાય! જાણી
રહે આંખમાં તો એ અંકાય મોતી
વહે આંખથી તો થઈ જાય પાણી

بڑی دور سے چل کے بن کے یہ آنسو
کسی نے نہ کی قدر ان کی نہ جانی
جو آنکھوں میں چمکیں تو انمول موتی
جو آنکھوں سے ٹپکیں تو نا چیز پانی

راحت

غم سے محبت کی میں پرورش کر رہا ہوں
کیا کروں محبت کی عادت کو میں
جسے سمجھا تھا راحتِ دل (راحتِ جاں)
وہی لوٹ گئے ہیں رات کو

بارِ محبت

جب ، بار محبت کا اُٹھایا میں نے
پائے جاناں پہ سر جھکایا میں نے
جب لوٹ کے لے گیا خوشی وہ دل سے
تو غم کو، کلیجے سے لگایا میں نے



موتی

قدر آنسو کی کبھی نہ پہچانی
نہ ان قطروں کی قیمت جانی
رہیں آنکھ میں تو محبوب ہوں موتی...... نہیں آنکھ سے تو ہو جائیں پانی

موتی

بڑی دولت بے بہا ہیں یہ آنسو
کسی نے مگر قدر ان کی نہ جانی
جو آنکھوں میں چھلکیں تو انمول موتی
جو پلکوں سے ٹپکیں تو ناچیز پانی

ستم (جور)

اہلِ دل غم کا غم نہیں کرتے
آنسوؤں سے آنکھ نم نہیں کرتے
نہ گلہ ہے ستمِ صنم کا
شکوہ یہ ہے کہ ستم کیوں نہیں کرتے

સિતમ

વીરલાઓ ગમનો ગમ કરતા નથી
આંસુઓથી આંખ નમ કરતા નથી
ના શિકાયત છે સનમના જુલ્મની
છે શિકાયત કાં સિતમ કરતા નથી ?

ભુલી ગયો

કંઈક એવું થઈ ગયું કે આશકી ભૂલી ગયો
પ્રેમની દિલમાં હતી એ લાગણી ભૂલી ગયો
ઘાતકી મિત્રોની દંભી મિત્રતાને જોઈ હું
જિંદગીમાં દુશ્મનોની દુશ્મની ભૂલી ગયો

ستم (جور)

اہلِ دل غم کا غم نہیں کرتے...... آنسو سے آنکھ کو نم نہیں کرتے...... نہ کوئی ہے ستم صنم کا شکایت یہ ہے کہ ستم کیوں نہیں کرتے...... ہمت والے...... اہلِ جرأت و ہمت غم کا غم نہیں کرتے آنسو سے آنکھیں نم نہیں کرتے...... (جور صنم) صنم کے ظلم کے وہ شاکی ہیں شاکی ہیں، اِس بات کے ستم (جور) کیوں نہیں کرتے

ستم

مقامِ عاشقی میں ننگ ہے ذوقِ ہوس کاری
خوشی کے ہم نہیں طالب ہمیں غم سے محبت ہے
ہمیں بھی شادماں فرماؤ تم سے یہ نہیں کہتے
ہمیں برباد کیوں کرتے نہیں اس کی شکایت ہے



کچھ ایسا ہو گیا کہ عشق بازی بھول گیا
دل میں الفت کا جو جذبہ تھا اسے بھول گیا
بے رحم دوستوں کی ریاکارانہ محبت دیکھ کر...... زندگی میں دشمنوں کی عداوت بھول گیا

بھول گیا

اخلاص کی نبضیں چھوٹ گئیں
عشق اپنی وفائیں بھول گیا
احباب نے دل یوں توڑ دیا
اعدا کی جفائیں بھول گیا!



حیات جاوداں

[illegible] ہیں جو جان دے سکتا ہے
(جان) دے کر حیات جاوداں لے سکتا ہے
[illegible]
[illegible] حیات جاوداں [illegible]

અમર જિંદગી

મહોબ્બતમાં જે જિંદગી ખોઈ થાકે છે
ફરી એ નવું જીવન લઈ થાકે છે
ફૂલ પ્રેમમાં ખરી ખરી હોય તેવું
મરણ પણ અમર જિંદગી થઈ થાકે છે

[illegible]

زندگی کی بھیک

زندگی ہے [illegible]
[illegible] حیات [illegible] کردن
زندگی کی [illegible] سودا ہے
[illegible] کیوں کرو
([illegible])

જીવન-સીમ

જીવનની જીવન સાથ શું સરખાવું હો?
જીવન-સીમ પર શું જીવન આવ્યું હો?
મરણની જે ડંકે જીવનની હવામાં
અરમ આશ લઈ સર્વ આવ્યો ભર્યું હો?

[illegible]



حیاتِ جاوداں

محبت میں جو جان دے سکتا ہے

(جان) دے کر حیاتِ جاوداں لے سکتا ہے

فنا جو محبت میں ہو گیا ہو۔ ہو جائے......اس کی موت بھی حیاتِ جاوداں ہو سکتی ہے

حیاتِ جاوداں

لبوں پہ جس کے لگاتا ہے عشق مہرِ سکوت
تو اس سے، روحِ دو عالم، کلام کرتی ہے
شہیدِ نازِ محبت کی موت کو صابر
حیاتِ خضر و مسیحا سلام کرتی ہے



زندگی کی بھیک

زندگی سے زندگی کی خاطر التجا بہ عجز کیوں کروں!......کیا کاسہ لیسی حیات سے آغازِ حیات کروں!

زندگی کی ہوا میں موت کی سردی ہے (نسیم زندگی میں موت کی خنکی ہے)

گرم سانسیں لے کر سرد آہیں کیوں کرو

زندگی کی بھیک

کچھ نہ ہو جس التجا کا مدعا!
جاؤں کیوں اُس التجا کے واسطے
زندگی کی گرم سانسیں کیوں تجوں
موت کی ٹھنڈی ہوا کے واسطے



آزادی

આઝાદી

કંઇ પરિવર્તન જીવનમાં લાવ તું
ઇન્કિલાબી જિંદગી અપનાવ તું
કેદમાંથી છૂટવું જો હોય તો
પાંજરામાં પાંખ તો ફફડાવ તું

عداوت

અદાવત

પ્યારા પ્રેમની કેમ ઇજ્જત નથી
ભલા પાછુ તને કાં મુરવ્વત નથી
તને દોસ્તી પર છે નફરત અને
અને દુશ્મની પર અદાવત નથી

آزادی

زندگی میں کچھ تغیر و تبدل پیدا کر، انقلابی زندگی اختیار کر

انقلاب کو وتیرۂ حیات بنا...... قید سے چھٹکارا اگر پانا ہے تو، قفس میں پروں کو تو پھڑ پھڑا

آزادی

اے اسیرِ قفس جیالا بن
نہ بنا اُلجھا ، نالۂ گرفتاری
بال و پر کی بس ایک جنبش سے
ٹوٹ جائیں گی تیلیاں ساری



توقیر۔عزت

حقیقی محبت کی توقیر کیوں نہیں ہے، حقیقی محبت کی عزت کیوں نہیں ہے

تمھیں کچھ پاسِ مروت نہیں ہے...... تمھیں ہے دوستی سے نفرت، مجھے دشمنی سے بھی نفرت نہیں ہے

وقعت (احترام)

حقیقی محبت کی کیوں وقعت نہیں تجھے ذرا بھی کیوں...... پاس مروت نہیں، تجھے دوستی سے نفرت ہے اور مجھے دشمنی سے بھی عداوت ہے

عداوت

مجھے سخت حیرت ہے اس پر کہ تجھ میں
محبت. تو کیسی، مروت نہیں ہے
ترے دل میں ہے دوستوں سے بھی کینہ
مجھے دشمنوں سے بھی نفرت نہیں ہے



ترجمہ — دم الفت

کبھی تم دل سے دل تو ملاؤ
کبھی الفت کی لگن تو لگاؤ
حیات میں دم الفت بھر کر
کبھی تو موت کو زندگی بناؤ

[illegible]

પ્રેમ શ્વાસ

કદી દિલથી તમે દિલ તો મિલાવો
કદી ઉલ્ફત તણી લગની લગાવો
જીવનમાં પ્રેમના શ્વાસો ભરીને
કદી તો મોતને જીવન બનાવો

[illegible]

دل ہو الجھن الفت سے میں [illegible]
الفت کے آسمان کے ستارے چمک رہے ہیں

સફળતા

દિલને મળ્યા છે મોતી અશ્રુની અંજુમનના
ચમકે છે તારલાઓ ઉલ્ફત તણા ગગનના
તારી કૃપાથી યા રબ, છે પ્રેમ એમનાથી
બેઉ જગત સફળ છે સદકામાં પંજતનના

تیرے فضل و کرم سے یارب
ہے محبت انکی مورت الفت
سمجھا دونوں جہاں کامیاب ہیں
صدقہ پنجتن ہیں

کبھی تم دل سے دل تو ملاؤ...... کبھی الفت کی لگن تو لگاؤ
حیات میں دمِ اُلفت پھونک کر
کبھی تو موت کو زیست بناؤ

دمِ اُلفت

کس لئے اس قدر جھجکتے ہو
دل بھی مل جائیں گے، نظر تو ملاؤ
میری آنکھوں میں ڈال کر آنکھیں
موت کے بَن میں ۔ زندگی تو اُگاؤ



دل کو انجمن کے موتی ملے ہیں
الفت کے آسمان کے ستارے چمک رہے ہیں
ترے فضل وکرم سے یارب ہے مودّت اُن سے
دونوں جہاں میں کامیاب ہیں صدقۂ پنجتن میں

مشرق ہے، مرا چاکِ گریباں صابرؔ
جنت ہے مرا گوشۂ داماں صابرؔ
پایا ہے اُنہیں کے در سے میں نے یہ عروج
میں پنجتنؑ پاک کے قرباں صابرؔ



جوش ملیح آبادی سے مخصوص علمی و ادبی جریدہ

جوش شناسی

رابطہ
الفاظ فاؤنڈیشن کراچی

021-34430588-0346-2731947

تعارفی صفحہ:...... ڈاکٹر ہلال نقوی

ولادت:	۱۸رفروری ۱۹۵۰ء، راولپنڈی، پنجاب
نام:	سید ہلال رضا نقوی
آبائی تعلق:	امروہہ، اُتر پردیش
والدین:	سید مزمل حسین نقوی رسیدہ مناظرہ خاتون
ابتدائی تعلیم:	مسلم اسکول راولپنڈی
انٹرمیڈیٹ رگریجویشن:	سراج الدولہ کالج کراچی
ایم اے:	اردو ادب، ۱۹۷۳ء کراچی یونیورسٹی
پی ایچ ڈی:	اردو ادب، ۱۹۸۵ء کراچی یونیورسٹی
اساتذہ:	جوش ملیح آبادی، پروفیسر مجتبیٰ حسین، نسیم امروہوی
پیشہ:	درس وتدریس
آخری سرکاری ملازمت	صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ ڈگری کالج، گلستان جوہر کراچی
موجودہ وابستگی:	وزیٹنگ فیکلٹی پاکستان اسٹڈی سینٹر، کراچی یونیورسٹی
شادی:	۵رمئی ۱۹۷۹ء
شریکِ حیات	سیدہ نسرین رضوی (ایم اے، اردو ادب)
اولاد:	بیٹا علی دانیال (پی ایچ ڈی اسٹوڈنٹ، ڈیل ہاوزی یونیورسٹی، ہیلی فیکس، کینیڈا) بیٹی علیزہ اجتول (ٹیچر، وزیٹنگ فیکلٹی، انگلش ڈیپارٹمنٹ، کراچی یونیورسٹی)
رثائی شاعری:	مقتل ومشعل، اذانِ مقتل، پسِ تاریخ
شعری مجموعہ:	انگاروں کے ہاتھ (نظمیں)، زیرِ ترتیب
ایڈیٹر:	ا___ جوش شناسی ۲___ رثائی ادب
ادبی سفر:	لندن، ٹورنٹو، اوسلو، کویت، جدہ، لکھنؤ، دہلی، امروہہ، دوہا







جوش ملیح آبادی



ن